جلد نمبر 1 ہجرت تا احسان 1401 ہش — مئی تا جون 2022ء — رمضان تا ذوالحجہ 1443 ہجری شمارہ نمبر 7

فہرست

رسول کی اطاعت کی غرض

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔـا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝

(سورۃ النور 24:56-57)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامتِ صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی... اسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہو گا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعتِ رسول بھی ہو گی۔ کیونکہ اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی۔ اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔

(تفسیر کبیر جلد ششم، صفحہ 367-369)

حدیثِ مبارکہ

اطاعت رسول ﷺ

عَنِ الْحَارِثَ الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ۔۔۔ وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللَّهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلاَمِ مِنْ عُنُقِهِ إِلاَّ أَنْ يَرْجِعَ وَمَادَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جِثَاءِ جَهَنَّمَ قَالُوْا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ صَامَ وَإِنْ صَلَّىوَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ فَادْعُوا الْمُسْلِمِينَ بِاَسْمَآءِهِمْ بِمَا سَمَّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث الحارث العشری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم 17953)

حضرت حارث اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا...اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ 1۔ جماعت کے ساتھ رہو۔ 2۔ امام وقت کی بات سنو۔ 3۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ 4۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو۔ 5۔ اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ پس جو شخص جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اس نے گویا اسلام سے گلو خلاصی کرالی۔ سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ نظام میں شامل ہو جائے۔ اور جو شخص جاہلیت کی باتوں کی طرف بلاتا ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! خواہ ایسا شخص نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں خواہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھے لیکن اے اللہ جل شانہ کے بندو! یہ بات یاد رکھو کہ (اس صورت حال کے باوجود) جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں تم بھی مسلمان کہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (تعین کے لیے) اس امت کا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے (اس لئے سرائر کو تم حوالہ بخدا کرو)۔ (حدیقۃ الصالحین، صفحہ 187 اسلام انٹرنیشل پبلی کیشنز لمیٹڈ، ایڈیشن 2019ء)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے

سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ (رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 305-306)

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مِری ہر بات کو تُو نے چلا دی   مِری ہر روک بھی تُو نے اُٹھا دی
مری ہر پیش گوئی خود بنا دی   تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا بھی دِکھا دی
جو دی ہے مُجھ کو وہ کِس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات   معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دِکھائیں آسماں نے ساری آیات   زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات   خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اِک جہاں کو یہ سُنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسیحِ وقت اَب دنیا میں آیا   خدا نے عہد کا دن ہے دِکھایا
مبارک وہ جو اَب ایمان لایا   صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پِلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے   وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب مُحترم ہے   ہجومِ خَلق سے ارضِ حرَم ہے
ظہورِ عَون و نُصرت دمبدم ہے   حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سُنو اب وقتِ توحیدِ اَتم ہے   سِتم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مجموعہ آمین۔ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 504

اشاریہ خطباتِ جمعہ ارشاد فرمودہ

حضرت مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمودہ 04/مارچ2022ء بمطابق 04/امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ پر روشنی ڈالی۔ دنیا کے فکر انگیز حالات اور ایٹمی جنگ کے خدشہ کے پیشِ نظر درود شریف پڑھنے، استغفار کرنے اور دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔ شام کے مکرم ابو الفرج الحصنی صاحب کا ذکرِ خیر فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمودہ 11/مارچ2022ء بمطابق 11/امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ کے عنوان کو آج کے خطبہ جمعہ میں جاری رکھتے ہوئے آپؓ کے دورِ خلافت کے حالات و واقعات بیان فرمائے۔ دنیا کے فکر انگیز حالات کی وجہ سے امتِ مسلمہ کو اس جنگ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اکائی حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسیر راہِ مولیٰ مکرم محمود اقبال ہاشمی صاحب (لاہور) کی والدہ محترمہ سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمودہ 18/مارچ2022ء بمطابق 18/امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت کی برکات، منکرینِ زکوٰۃ کے متعلق آپؓ کے خیالات اور ان کے ساتھ سلوک کا ذکر، آپؓ کی قیادت و راہنمائی میں منکرینِ زکوٰۃ کے حملوں کا سدباب ، زکوٰۃ کی اہمیت اور ادائیگی کے موضوعات پر گفتگو فرمائی۔ دنیا کے موجودہ حالات کے پیش نظر دعاؤں کی یاددہانی کروائی اور فرمایا کہ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے۔ سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا و سابق مبلغ انچارج کینیڈا مکرم و محترم مولانا مبارک نذیر صاحب کا ذکرِ خیر فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔
صداقت حضرت مسیح موعودؑ فرمودہ 25/مارچ2022ء بمطابق 25/امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یومِ مسیح موعود کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مبارکہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی بنیں اور آپ کے پیغام کو دنیا میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے وارث بھی بنیں۔ بے وفاؤں میں نہ ہوں بلکہ وفاداروں میں ہمارا شمار ہو۔ کُردی زبان میں پہلی احمدیہ ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان فرمایا۔ دنیا کے حالات کی بہتری کے لیے دعاؤں کی تحریک فرمائی کہ ”اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں۔“

حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ اسلام میں مرتد کی سزا فرمودہ یکم اپریل2022ء بمطابق یکم شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے۔	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور مناقبِ عالیہ کا تذکرہ جاری رکھتے ہوئے آپؓ کے زمانۂ خلافت میں اٹھنے والے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہؐ، کتبِ تفاسیر قرآن اور تاریخ اسلام نیز ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی روشنی میں اسلام میں قتلِ مرتد کی سزا کے عنوان پر حوالے دیے۔ مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی: مکرم محمد بشیر شاد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ (امریکہ)، مکرم رانا محمد صدیق صاحب (سیالکوٹ) اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد خواجہ صاحب (اسلام آباد)۔
رمضان المبارک: رحمان کے بندے بنو فرمودہ 08/ اپریل2022ء بمطابق 08/ شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں دعا کی اہمیت نیز قبولیتِ دعا کے عوامل و شرائط پر آیتِ قرآنی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا دعاؤں کی قبولیت سے لطیف تعلق واضح فرمایا۔ دنیا کے حالات کے پیشِ نظر دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ بدری صحابہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ معرکہ آرا خطباتِ جمعہ پر مشتمل ایم ٹی اے کی تیار کردہ ویب سائٹ www.313companions.org کے اجرا کا اعلان فرمایا۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمودہ 15/ اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فضائل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ جغرافیہ کا دقیق علم رکھتے تھے اور زمین کے نشانات اور انسانی آبادیوں اور جزیرۃ العرب کے راستوں سے بخوبی واقف تھے۔ آپ کے دور میں فتنہ ارتداد اور بغاوت کرنے والوں کے خلاف حکمت عملی، اس ضمن میں آپ کی جانب سے لکھے جانے والے خطوط اور قائدین کی تقرری کے حوالے سے مختلف امور کا تذکرہ آج کے خطبے کے موضوعات میں سے تھے۔
تقویٰ کا حصول فرمودہ 22/ اپریل2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی مناسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں جماعت کو خالص تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ تقویٰ کے اصل معانی بیان فرمائے، اس کے حصول کے ذرائع، تقویٰ کے نتیجے میں ہونے والے فضلوں کا تذکرہ فرمایا۔
رمضان المبارک خطبہ جمعہ 29/ اپریل2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے۔	حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کی اہمیت اور فضائل کو اجاگر کرتے ہوئے احادیث مبارکہ اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ بیان کئے۔ نیز فرمایا کہ رمضان ہمارے بہت سارے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی تربیت کر کے گیا ہے۔ ہمیں رمضان المبارک میں کی جانے والی نیکیوں کو سارا سال جاری رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ توبہ استغفار کرنے، نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے، قرآن کریم کی تعلیمات کی طرف سمجھ کر توجہ کرنے، آپس کے تعلقات اور اپنی اخلاقی حالت میں بہتری پیدا کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔

محبتوں کے نصیب

منظوم کلام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ

مِرے درد کی جو دوا کرے ، کوئی ایسا شخص ہوُا کرے
وہ جو بے پناہ اداس ہو ، مگر ہجر کا نہ گلہ کرے

مِری چاہتیں مِری قربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چھپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ و بُکا کرے

بڑھے اس کا غم تو قرار کھو دے، وہ میرے غم کے خیال سے
اُٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مِرے لئے ہی دعا کرے

یہ قصص عجیب و غریب ہیں ، یہ محبتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جدا کرے ، اسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

کبھی طے کرے یونہی سوچ سوچ میں وہ فراق کے فاصلے
مِرے پیچھے آکے دبے دبے ، مِری آنکھیں موند ہنسا کرے

بڑا شور ہے مِرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا
وہ مِری ہی جان نہ ہو کہیں ، کوئی کچھ تو جا کے پتہ کرے

یہ تو میرے دل ہی کا عکس ہے ، میں نہیں ہوں پر مری آرزو
کو جنون ہے مجھے یہ بنا دے تو پھر جو چاہے قضا کرے

بھلا کیسے اپنے ہی عکس کو میں رفیقِ جان بنا سکوں
کوئی اور ہو تو بتا تو دے ، کوئی ہے کہیں تو صدا کرے

اسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی ، مِری خلوتوں کی اداسیاں
وہ ملے تو بس یہ کہوں کہ آ ، مِرا مولیٰ تیرا بھلا کرے

(کلام طاہر ایڈیشن 2004، صفحہ 97-98)

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو، جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر، ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن، صفحہ 57 روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 353)

اطاعتِ خلافت
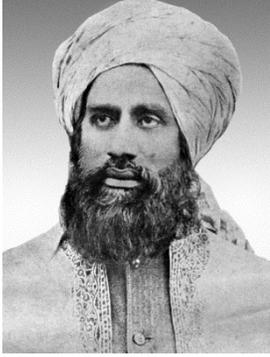
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفۃ المسیح منتخب ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنی پہلی تقریر میں خلیفہ کے مقام کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعًا و کرہًا اس بار کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے اور واعظین کو بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں اور پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔"

(الحکم جلد 16 نمبر 5 مورخہ 7 فروری 1912ء، صفحہ 9)(ارشاداتِ نور جلد سوم، صفحہ 5-6)

تقویٰ اور ادب سیکھو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں تقویٰ کے حصول کے لیے اور اس میں ترقی کے لیے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ آپ میں سے بعض مجھ سے عمر میں بڑے ہوں لیکن ایک بات آپ میں سے کسی میں نہیں۔ وہ یہ کہ میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں۔ میری تمام زندگی میں لوگ میری بیعت کریں گے۔ میں کسی کی خدا کے قانون کے مطابق بیعت نہیں کر سکتا اور یہ عہدہ میری موجودگی میں تم میں سے کسی کو نہیں مل سکتا۔ نبوت کے بعد سب سے بڑا عہدہ یہ ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا کہ ہم کوشش کرتے ہیں تا گورنمنٹ آپ کو کوئی خطاب دے۔ میں نے کہا یہ خطاب تو ایک معمولی بات ہے۔ میں شہنشاہِ عالم کے عہدہ کو بھی خلافت کے مقابلہ میں ادنیٰ سمجھتا ہوں۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے معاملات میں ایسا رنگ اختیار کریں جس میں تقویٰ اور ادب ہو۔ اور میں کبھی یہ بھی نہیں پسند کر سکتا کہ وہ ہمارے دوست جن کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ضائع ہوں کیونکہ خلافت کے عہدہ کے لحاظ سے بڑی عمر کے لوگ بھی میرے لئے بچہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی باپ نہیں چاہتا کہ اس کا ایک بیٹا بھی ضائع ہو۔" (انوار العلوم جلد 9، صفحہ 425-426)

عاجزی کی راہیں
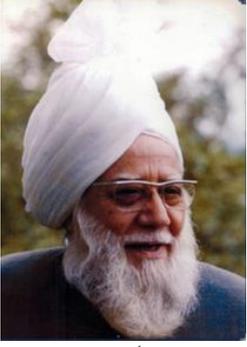
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض دفعہ بعض نادان فنا اور نیستی کے اس مقام کو کمزوری سمجھنے لگ جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی عاجزی کی راہ کو اختیار کیا حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو خلفاء اور مجدد ہوئے انہوں نے بھی عجز کے اسی راستے کو اختیار کیا۔ تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا کمزور ہے کیونکہ یہ عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی عظمت کا کچھ ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور دنیا کی ساری مخلوق کو بھی مردہ سمجھتے ہیں نہ ہی اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں نہ دنیا کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور اس عجز کی وجہ سے وہ اللہ تعالےٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جاتے ہیں گویا ایسے لوگوں کے لیے فنا اور نیستی کے مقام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ اس لیے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی انہیں ساری دنیا کے مال بھی کوئی لالچ نہیں دے سکتے۔ جب خدا کا یا اس کے دین کا معاملہ ہو تو کسی دوسرے کے سامنے ان کا سر جھکا نہیں کرتا۔" (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21 دسمبر 1966ء، صفحہ 5)

قدرت ثانیہ قیامت تک کے لئے ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں جماعت احمدیہ کو مخاطب ہوں جن کی بھاری اکثریت کے متعلق میں جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ تقویٰ پر قائم ہیں۔ اس لئے کہ خدا کا سلوک ان سے وہ ہے جو متقیوں سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خدا کی وہ تائیدات ان کو نصیب ہیں جو متقیوں کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ پس دلوں پر تو میری کوئی نظر نہیں ہے مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بتا رہی ہیں کہ وہ متقیوں کی جماعت ہے جس کے ساتھ وہ مسلسل اس قدر کثرت کے ساتھ احسان اور رحمت اور فضلوں کا سلوک فرماتا چلا جا رہا ہے۔ پس وہ متقی جو میرے مخاطب ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھ لیں گے کہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جس قدرت ثانیہ کو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا وہ قیامت تک کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے غیر منقطع ہے"... (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اگست 1993ء)

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے
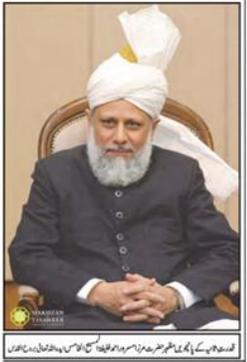
فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیفۂ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور افرادِ جماعت سے محبت کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچالیں، جتنا مرضی زور لگالیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھالے گا اور کوئی نیا خلیفہ آ جائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے... یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔" (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 21 مئی 2004ء)

حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ

کا سو سال پہلے لاہور میں ایک لیکچر

الفضل 20 فروری 1917ء کے حوالے سے ایک جلسہ کی کارروائی پیش خدمت ہے جس میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی صدارت میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے لاہور میں ایک پر معارف لیکچر دیا۔ یہ جلسہ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کے مکان واقع کیلیانوالی سڑک (موجودہ برانڈرتھ روڈ) پر منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے تمام انتظامات مع خرچہ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے ادا کئے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقتدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

جناب شیخ عبدالحمید صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہیں کہ:

15 فروری 1917ء کو مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر حاجی مستری محمد موسیٰ صاحب کے نئے مکان واقعہ کیکیانوالی سڑک سوا سات بجے شروع ہو کر ساڑھے 8 بجے شام تک بفضلہٖ تعالیٰ بڑی کامیابی سے ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہماری امیدوں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔

ہم نے پہلی منزل پر جس میں چار پانچ سو آدمیوں کے لئے کافی جگہ تھی۔ لیکچر کا انتظام کیا تھا اور لیکچر سے پہلے مغرب کی نماز سب دوستوں نے وہیں ادا کی۔ ابھی لیکچر شروع بھی نہ ہوا تھا کہ کمرہ سب آدمیوں سے بھر گیا۔ آخر یہ تجویز کی کہ احمدیوں کو ساتھ کے دوسرے کمرہ میں جس میں روشنی کا بھی انتظام نہ تھا بٹھایا گیا۔ اور اس طرح جتنی جگہ خالی ہوئی تھی وہ فوراً بھر گئی۔ پھر یہ تجویز کی کہ باقی احمدیوں کو بھی وہاں سے اٹھا کر بالائی منزل پر بٹھایا جائے۔ لیکن اس پر جگہ کافی نہ ہوئی۔ دیوار کے ساتھ ساتھ کرسیاں تھیں۔ وہ بھی رکی ہوئی تھیں۔ بیچ میں جو جگہ تھی وہ بھی بھر چکی تھی۔ دونوں دروازوں پر لوگ کھڑے تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ مایوسی کے ساتھ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس چلے گئے جس کا ہمیں بہت افسوس ہوا۔ انشاءاللہ آئندہ کسی بڑے کمرہ میں انتظام کیا جائے گا۔ مکرم چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر اس جلسہ کے پریزیڈنٹ منتخب کئے گئے۔ آپ نے نہایت قابلیت سے انگریزی میں ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے اخبار روزنامہ پنجاب لاہور کے اس اعتراض کا جواب دیا کہ مفتی صاحب ولایت (برطانیہ) میں کونسا اسلام پھیلا دیں گے آیا جو خواجہ کمال الدین صاحب منواتے ہیں یا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ ہے۔ آپ نے خوب وضاحت سے بیان کیا کہ خواجہ صاحب اور ان کی پارٹی کا کیا مذہب ہے اور ہمارا کیا۔ اور پکے مسلمان کا وہی مذہب ہونا چاہیے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ چودھری صاحب کی تقریر کا خلاصہ انشاءاللہ آئندہ شائع کراؤں گا۔

چودھری صاحب کے بعد مفتی صاحب کا لیکچر شروع ہوا اور ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک رہا۔ سامعین نہایت اطمینان سے سنتے رہے۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیحیت، مہدیت و نبوت کو خوب واضح طور سے نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا۔ اور نہایت لطیف پیرایہ میں۔ یہ لیکچر بھی میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا تھا جسے بہت جلدی شائع کرنے کے لئے بھیج دوں گا۔ مفتی صاحب نے نہایت صاف لفظوں میں فرمایا کہ اگر غیر احمدی مسلمان ہمارے اس طرزِ تبلیغ کو جسے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھا ہے پسند نہیں کرتے تو مجھے کچھ پرواہ نہیں، میں ان سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا نہ ان سے چندہ مانگتا ہوں، کوئی اور مدد بھی نہیں چاہتا۔ جس کی خاطر میں اس صداقت کو جو مجھے خدا کے فضل سے ملی ہے چھپاؤں۔ میں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کے ماتحت اس کلمہ حق کو پہنچانے کے لئے ولایت جاتا ہوں جس کو میں نے حق سمجھ کر قبول کیا ہے۔ لوگ ابھی اور سننے کے مشتاق تھے مگر مفتی صاحب نے ساڑھے آٹھ بجے اپنا لیکچر ختم کیا۔ اور بعد ازاں چوہدری صاحب نے سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

جلسہ کے بعد لوگوں نے چودھری صاحب اور مفتی صاحب کی تقریروں کی بہت تعریف کی۔ آج شب کو مفتی صاحب کا لیکچر انشاءاللہ عورتوں میں بھی ہوگا۔ اتوار کو جماعت نے مفتی صاحب کو ایک الوداعی پارٹی دینے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ پارٹی یا تو شالامار باغ میں دی جاوے گی یا یہیں مستری موسیٰ کے مکان میں۔

مستری محمد موسیٰ صاحب نے اس لیکچر کو کامیاب بنانے میں ہر طرح مدد کی۔ ان کا مکان ابھی زیرِ تعمیر ہی تھا لیکن محض جلسہ کی خاطر انہوں نے اس کو دو دن کے اندر اندر اس قابل بنا دیا کہ ہمارا جلسہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی سے ہو گیا۔ علاوہ ازیں کرسیوں، دریوں، گیس لیمپوں وغیرہ کے لانے پر جو خرچ ہوا وہ سب مستری صاحب نے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے۔ (الفضل 20 فروری 1917ء، صفحہ 1 تا 2)

(مرسلہ ڈاکٹر محمود احمد ناگی، اوہائیو)

قدرت اللہ ایاز

خلافت کی تعریف، اہمیت اور اقسام

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ اٰمَنُوا مِنکُم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورۃالنور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ہماری دنیا میں مختلف قسم کے نظام حکومت رائج ہیں۔ اکثریت جمہوریت کو پسند کرتی ہے۔ جس میں عوامی نمائندے اپنی خدمات قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ زیادہ مقبولیت حاصل کرنے والے مسند حکومت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ قوم کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یا قوم ان کی خدمات سے کس قدر فائدہ اٹھاتی ہے یہ دونوں کی قسمت ہے۔

نوع انسان کے مجوزہ سیاسی نظام سے ہٹ کر ایک ایسا آسمانی نظام بھی ہے جو بندوں کی ضرورت کے مد نظر خدائے ربّ العالمین کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روشنی کے ذریعہ فلاح اور کامیابی کے راستہ پر چلنے کی آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ میری مراد اس نظام سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے زمین میں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا ہے یعنی نظام خلافت۔

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حبل اللہ کی ہے۔ اس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مؤمنین کے لئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن وامان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔ حق یہ ہے کہ دین حق کی ترقی اور سربلندی اس بابرکت نظام خلافت سے وابستہ ہے۔

"خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے۔ جس کے ذریعہ آفتابِ نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتابِ نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الٰہی جماعت کو اس دھکے کے اثرات سے بچالیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفہ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یک جہتی اور باہمی تعاون کا زرّیں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درسِ وفا کو جاری رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم وملزوم ہے، ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّار یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا ہے اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا راستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء المهديين یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں ان کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہو گا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور

جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔" (الفضل انٹر نیشنل 23-29 مئی 1997ء)

خلافت کی تعریف

لغت کی رو سے خلافت کے معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں۔ اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں ان کو خلیفہ کہتے ہیں۔" (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 383۔ ایڈیشن 1984ء)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔" (شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد ششم، صفحہ 353)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"خلیفہ کہتے ہیں گزشتہ قوم کے جانشین کو جو اپنے پیچھے کسی کو چھوڑے۔"

(بدر 24 ستمبر 1908ء۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد سوم)

پھر فرماتے ہیں کہ:

"خلیفہ: اس کے تین معنی ہیں۔ 1۔ قوم کا قائم مقام، یخلف قوماً۔ 2۔ جو اپنی جگہ کسی کو قائم مقام چھوڑے، یخلف قوماً۔ 3۔ وہ بادشاہ جو نافذ الحکم ہو جسے پنجابی میں 'منّیا پرونّیا' کہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ 11 فروری 1909ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد اول، صفحہ 124)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"خلیفہ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہوتا ہے" (خلافت راشدہ انوار العلوم جلد 15، صفحہ 104)

پھر فرماتے ہیں کہ:

"خلیفہ کے معنی ہیں کسی کے پیچھے آکر وہی کام کرنے والا جو اس سے پہلے کیا کرتا تھا۔" (برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد 2، صفحہ 158)

از روئے تفاسیر

ابن کثیر فرماتے ہیں:

فهموا من الخليفة انه الذى يفصل بين الناس ما يقع بينهم من المظالم ويرد هم من المقارم و المآثم۔

لفظ خلیفہ سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے تنازعات باہمی کو فیصل کرے۔ اور ناکردنی امور سے انہیں باز رکھے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر۔ بحوالہ حقائق الفرقان)

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ:

والصحيح انه انما سمى خليفة لانه خليفة الله فى ارضه لاقامة حدوده وتنفيذ قضاياه۔

اور دراصل یہ ہے کہ اسے خلیفہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بن کر اس کی زمین میں حدود قائم کرتا ہے اور احکامات جاری کرتا ہے۔ (فتح البیان۔ بحوالہ حقائق الفرقان)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں کہ:

"خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کو قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اوّل۔ وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو 'خلیفہ' کے نام سے یاد کیا ہے۔ دوم۔ وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔" (الفضل انٹر نیشنل 23-29 مئی 1997ء)

پس خلافت نبوت کی جانشینی ہے۔ اور خلیفہ نبی کے عظیم الشان مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کر کے نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے اور نہ صرف اس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے نئے اور پروگراموں اور منصوبوں کی بناء بھی ڈالتا ہے اور اس طرح سے تجدید دین کرتا ہے اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدت اور جوش و خروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ خلیفہ کا لفظ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ ہے خلافت حقہ کا تصور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ مؤثر ہے۔

خلافت کی ضرورت و اہمیت

تخلیق بشر کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں زمین میں اپنی خلافت کو قائم کرنے والا ہوں۔ یہ فرشتوں سے اس لیے

فرمایا گیا تھا کہ وہ ان مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہو جائیں جس کے لئے نظام خلافت کو قائم کیا جارہا ہے۔ فرشتوں نے محسوس کیا کہ اس نظام کی کیا ضرورت ہے جس سے زمین میں ایسے وجود پیدا ہوں جو فساد برپا کرنے والے اور خونریزی کرنے والے ہوں۔ اس لئے فرشتوں نے یہ سوال کیا کہ اے خدا کیا تو زمین میں فساد اور خونریزی کرنے والی مخلوق پیدا کرے گا جن پر قابو رکھنے کے لئے نظام خلافت کی ضرورت ہو گی۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بیان کی تردید نہیں فرمائی بلکہ انہیں اہم بنیادی مقصد کی طرف متوجہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ کہ میں آدم کی پیدائش اور نظام خلافت کے قیام میں جو خوبیاں اور کمالات دیکھتا ہوں وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہیں۔ آدم اور اس کی ذریّت میری صفات کا کامل ظہور ہو گا اور یہ بات اور کسی مخلوق کے ذریعہ سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آدم کا پیدا کیا جانا ضروری ہے۔ اور نظام خلافت کا قیام لازمی ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات میں در حقیقت خلافت کی اہمیت کا بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسانیت کا طرۂ امتیاز یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا وارث بنے اور اس کے رنگ میں رنگین ہو۔ انسان جس قدر اس رنگ کو اختیار کرتا جاتا ہے وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے حضور مقام خلافت پانے والا قرار پاتا ہے۔ انسانوں میں سب سے زیادہ مقرب بارگاہ الٰہی انبیاءؑ ہوتے ہیں وہ خلافت کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں۔ خلافت کی اہمیت ایک ناگریز ضرورت بن کر اس وقت سامنے آتی ہے جب ہم نبی اور اس کے مشن کو دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے نبی بھیجتا ہے مگر ان کے ذمہ صرف تخم ریزی کا ہی کام ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں تو ان کے مشن کی صرف ابتداء ہی ہوتی ہے اس کی بنیاد پڑتی ہے اور ان کے جانے کے بعد خلافت نبوت کا تتمہ اور حصہ بن کر وجود میں آتی ہے۔ یہ خدا کی قدیم سنت ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔ اگر بالفرض نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ نہ ہو تو نعوذ باللہ اس سے خدا تعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک منصوبہ جاری فرمایا مگر ابھی وہ تشنہ تکمیل ہی تھا کہ اس نے اس قائم کردہ سلسلہ کو اپنے ہاتھوں سے ملیامیٹ کر دیا، گویا وہ ایک بلبلہ تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر چند ثانیے بعد وہ ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا۔ پس خدا تعالیٰ کی شان اسی میں ہے کہ نبی کی وفات کے بعد اس کی جانشینی کا سلسلہ بھی قائم ہو، جو اس نبی کے مشن کو مکمل کرنے میں کوشاں ہو جائے۔

پس اسلامی خلافت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور نبوت کے علاوہ نظامی لحاظ سے جو حقوق اور اختیارات انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں وہی ان کے خلفاء کو بھی حاصل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے جانشین ہوتے ہیں۔ چونکہ خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے اس لئے ہمیں غور کرنا چاہیے کہ نبی کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ پھر جو حیثیت نبی کی ہو گی وہی اپنے دائرے میں خلیفہ کی بھی ہو گی۔

نبی کی دو حیثیتیں

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک اس کا نبی ہونا یعنی خدا سے غیب کی خبریں پانا یہ حیثیت ایسی ہے جس میں نبی کا کوئی قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ ۔ یعنی غلبہ غیب اللہ تعالیٰ انبیاء کے سوا اور کسی کو نہیں دیتا۔ اسی طرح فرماتا ہے کہ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مصفّٰی علم غیب سے اطلاع نہیں دیتا بلکہ اس غرض کے لئے وہ اپنے رسولوں کو منتخب کرتا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی اس حیثیت میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس کے علاوہ نبی کی ایک اور حیثیت بھی ہوتی ہے۔ اور وہ اس کا مطاع ہونا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۔ یعنی ہر نبی کی ایک حیثیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مطاع ہوتا ہے۔ اور لوگ اس امر کے پابند ہوتے ہیں کہ اس کی اطاعت کریں۔ اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ یہ حیثیت ایسی ہے جس میں غیر نبی، نبی کا قائم مقام ہو سکتا ہے اور ایک غیر نبی بھی لوگوں کا مطاع ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ:۔

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (سورۃ النساء:60)

یعنی خدا کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ پس مطاع ہونا انبیاء کا خاصہ نہیں بلکہ غیر نبی بھی مطاع ہو سکتا ہے۔ پس خلیفہ جو نبی کا جانشین ہوتا ہے کثرت وحی کے سوا ان تمام کاموں میں نبی کا قائم مقام ہوتا ہے جو کام نبی بحیثیت مطاع سر انجام دیتا ہے گویا نبوت کے علاوہ تمام حقوق اور اختیارات جو انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں وہی ان کے خلفاء کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو شخص خلفاء کے احکام کی خلاف ورزی یا ان کے اختیارات میں دخل اندازی کرتا ہے وہ اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے نبی کے اختیارات اور مقام کو نہیں سمجھا۔

حضرت ابو بکرؓ کا طریق عمل

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب بعض لوگوں نے یہ سوال اٹھایا کہ زکوٰۃ کا حکم صرف رسول کریم ﷺ کے زمانہ تک تھا۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو اس کی وصولی کا اختیار نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ

صَدَقَةً ۔اے رسول تو ان کے اموال سے صدقہ وز کوۃ لے۔ تو صحابہؓ نے اس بات کو قبول نہیں کیا بلکہ اس کو رڈ کر دیا اور کہا کہ جو حکم نبی کے لئے ہے وہی اس کے خلیفہ کے لئے ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی شخص پہلے زکوۃ میں اونٹ کے باندھنے کی ایک رسی بھی دیا کرتا تھا تو جب تک وہ رسی مجھے نہیں دے گا میں اس سے جنگ جاری رکھوں گا۔ چنانچہ آپؓ نے منکرین زکوٰۃ سے لڑائی کی اور اس وقت تک انہیں نہ چھوڑا جب تک وہ زکوٰۃ دینے پر آمادہ نہ ہو گئے۔

پس ذاتی خصوصیتوں کے علاوہ جو حقوق ناظم جماعت کے طور پر ایک نبی کو حاصل ہوتے ہیں وہی خلیفہ کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ خلافت کے اس مفہوم کو سمجھ لینے کے بعد اس کی ضرورت خود بخود ہی واضح ہو جاتی ہے کیونکہ اگر نبی کا کام اور اس کا پیغام اپنے اندر کوئی اہمیت رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ اس پیغام کو اگلی نسل تک پہنچانے والے لوگ بھی ہوں۔ اور وہ بھی اپنے دائرہ میں بہت بڑی اہمیت رکھتے ہوں۔ اور اگر انبیاء کے کاموں کو جاری رکھنے کیلئے ان کے خلفاء کی ضرورت سے انکار کر دیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ انبیاء کا کام بھی نعوذ باللہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلافت کی کئی ضرورتیں ہیں۔ جن میں سے بعض مختصراً یہ ہیں:

انبیاء کے مقاصد کی تکمیل

اللہ تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں توحید کے قیام، حق و صداقت کی تبلیغ، قوانین شریعت کے نفاذ اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ ان مقاصد کی تکمیل ان کے زمانہ میں نہیں ہوتی۔ وہ ایسی حالت میں وفات پاتے ہیں جبکہ ابھی وہ محل نامکمل ہوتا ہے جس کی بنیاد انہوں نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ہوتی ہے۔ اب اگر نبوت کے بعد خلافت نہ ہو تو یقیناً وہ تمام مقاصد نا تمام رہ جائیں اور نبی کی بعثت رائیگاں چلی جائے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ امر برداشت نہیں کر سکتی کہ جس امر کی داغ بیل اس نے خود ڈالی ہے وہ تکمیل کو نہ پہنچے۔ اس لئے سنت اللہ یہی ہے کہ انبیاء کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ ان کے مقاصد کو تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”جس راست بازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔“ (رسالہ الوصیت صفحہ 5)

حضرت مسیح موعودؑ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

”خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 57)

پس خلافت کی ایک اہم ضرورت انبیاء کے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانا ہے۔

قیام اتحاد

خلافت کی دوسری ضرورت اس آیت میں بیان کی گئی ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ...(سورۃ آل عمران:104)

یعنی اے مسلمانو! تم سب مل کر اللہ کی حبل کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ مت کرو۔ اور اللہ کی اس نعمت کا شکر کرو جو اس نے تم پر کی۔ تم آپس میں دشمنی رکھتے تھے پھر خدا نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

اس آیت میں حبل اللہ کا جو لفظ ہے اس سے مراد خلافت ہے۔ کیونکہ فرماتا ہے اگر تم اس حبل کو مضبوطی سے پکڑ لو گے تو تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی چیز خلافت ہی ہے۔ جب تک خلافت کا وجود رہے اس وقت تک تم میں ایسا اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا جو اسے تباہ کرنے والا ہو۔ بلکہ سب بھائی بھائی بن کر رہتے ہیں۔ اختلاف تو بعض دفعہ بھائیوں میں بھی ہو جاتا ہے مگر باپ کی موجودگی اس اختلاف کو ناگوار حد تک بڑھنے نہیں دیتی۔ اسی طرح خلافت کی موجودگی میں ایسا اختلاف پیدا نہیں ہو سکتا جو موجب ہلاکت ہو۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک امت محمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری رہا مسلمانوں کی تمام قوتیں ایک جگہ مجتمع رہیں۔ اور خلافت کے وجود نے انہیں ہمیشہ ہی ضعف و اختلال اور انتشار و پراگندگی سے بچائے رکھا بلکہ جب بعض بدبختوں نے خلافت کو مٹانے کی سازشیں شروع کر دیں یہاں تک کہ وہ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے تو اس وقت آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ تم میں اتحاد پیدا کیا تھا اگر تم نے خلافت کو مٹا دیا تو یاد رکھو کہ مسلمان قیامت تک متحد نہیں ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آج تک کبھی مسلمانوں میں کامل اور پائیدار اتحاد پیدا نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ پھر نبوت کو زندہ کیا اور رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے ماتحت نبوت کے بعد خلافت قائم ہوئی۔ پس خلافت ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام مسلمانوں کو اکٹھا رکھ سکتی ہے۔ اگر ایک آدمی کے ہاتھ پر

بیعت نہ کی جائے تو لازماً ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق چلے گا اور اس طرح اتحاد جاتا رہے گا۔

تبلیغ دین

خلافت کی تیسری ضرورت متذکرہ آیت میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تبلیغ بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (سورۃ آل عمران:105)

یعنی تم میں ایسے لوگ موجود ہونے چاہئیں جو لوگوں کو اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں۔

اس آیت میں جس تبلیغ کا ذکر ہے وہ افراد کی تبلیغ نہیں بلکہ جماعت کی تبلیغ ہے۔ فرماتا ہے کہ خلافت کے بغیر کبھی تمام دنیا میں تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک شخص خلیفہ نہ ہو گا تو ساری دنیا کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مبلغین کو کیوں کر دنیا میں بھیجا جاسکے گا۔ اس کے لئے تو ایک نظام کی ضرورت ہے۔ جب تک نظام نہ ہو اس وقت تک نہ مبلغ پیدا ہوسکتے ہیں نہ ان مبلغین کو پھیلایا جاسکتا ہے۔ اور نہ ان مبلغین کے اخراجات کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔ نظام خلافت ہی ہے جس کے ماتحت تبلیغ کو اس رنگ میں وسعت دی جاسکتی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں حق و صداقت کی آواز پہنچ جائے۔ چنانچہ خلافت ثانیہ ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچی۔ اور ہر خلیفہ کے دور میں پہنچتی چلی جا رہی ہے۔ اور دنیا کے ہر اہم ملک میں جماعت احمدیہ کے مبلغین تبلیغ اور اشاعت دین میں مصروف ہیں۔ یہ عظیم الشان کام خلافت کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے ورنہ کوئی فرد یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس طرح تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کر سکے۔

قیامِ شریعت اور اسلامی احکام کا نفاذ

خلافت کی چوتھی ضرورت یہ ہے کہ خلافت کے بغیر اسلام کے احکام کا عملی نظام نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ اسلام صرف ان احکام کا نام نہیں جو اعتقاد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں بلکہ اسلام کے بہت سے احکام ایسے ہیں کہ جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً نماز تو انسان خود پڑھ سکتا ہے مگر تمام مسلمانوں سے زکوٰۃ کی وصولی اور اسے شرعی احکام کے مطابق تقسیم کرنا جماعت کے بغیر ناممکن ہے۔ اسی طرح حج خود کر سکتا ہے مگر حج کی جو اصل غرض ہے کہ تمام عالم اسلام کو متحد کیا جائے۔ یہ جماعت کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی۔ ایک ہندوستان کا آدمی انفرادی طور پر تو حج کر سکتا ہے مگر اسے یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ تمام حاجیوں سے مل کر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کی ضرورتیں معلوم کر کے ان کو اس طرح پورا کرے کہ تمام دنیا میں اسلام کی طاقت محفوظ ہو جائے۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ پراگندہ ہونے سے محفوظ رہے۔ اسی طرح ایک مسلمان ذاتی طور پر قرآن شریف کی تلاوت کر سکتا ہے مگر اسے یہ طاقت حاصل نہیں ہو سکتی کہ وہ تمام دنیا کے متفرق خیالات میں اتحاد پیدا کر سکے۔ اسی طرح اگر ایک فرد انفرادی طور اچھا ہے تو یہ صرف اس کی ذات سے تعلق رکھنے والا پاک فعل ہو گا اس کے اچھا ہونے سے اجتماعی رنگ میں دنیا کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی فرد خدانخواستہ برا ہو تو اخلاقی دباؤ جو جماعت کی وجہ سے پیدا کیا جاسکتا ہے اس پر نہیں ڈالا جاسکتا۔ لیکن اگر خلافت ہو تو اس قسم کا کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلافت جہاں اسلام کے ان تمام احکام کو نافذ کرے گی جو جماعت اور ملت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہاں وہ اس بات کی بھی کوشش کرے گی کہ نیک لوگ اپنی خوبیوں میں ترقی کریں اور برے اپنی برائی سے جماعت میں ضعف پیدا نہ کریں۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے خلاف وقتاً فوقتاً کچھ فتنے اٹھے۔

”وہ لوگ جو بعد میں خلافت کی بیعت سے ہٹ گئے اور پیغامی یا غیر مبائع کہلائے ان کا پہلے کیا رویہ تھا اور پھر خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے بعد کیا رویہ تھا؟ پہلے اور پھر بعد میں کس قسم کے ان کے خیالات تھے؟ پھر دشمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کس طرح خوش تھا لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد کس طرح کھسیاہٹ کا اظہار کیا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد مخالفینِ احمدیت کو ایک اَور امید پیدا ہوئی کہ اب جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت کو کس طرح سنبھالا اور پھر کس طرح خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدلا؟ یہ چند تاریخی حوالے ہیں جو نوجوانوں اور کم علم والوں کی ایمان میں مضبوطی کے لیے بھی ضروری ہیں یہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور اس لیے بھی ضروری ہیں کہ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تاریخ سے بھی آگاہی ہونی چاہیئے۔“

(خطبہ جمعہ 24/ مئی 2019ء)

اگر خلافت کا وجود نہ ہوتا تو یہ فتنے کس قدر نقصان دہ ہوتے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں خلافت قائم ہے اس لئے اس کی برکات کے نتیجہ میں یہ فتنے جماعت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے بلکہ اس کی ترقی اور استحکام کا باعث ہوئے۔ اسی طرح اگر خلافت نہ ہوتی تو آج دنیا کے کونے کونے میں اشاعت اسلام کا جو کام ہوا ہے، کس طرح ہو سکتا ہے۔ انفرادی طور پر تو کوئی بادشاہ بھی یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے لئے جماعت کی ضرورت ہوتی ہے جس سے فرد محروم ہوتا ہے۔ پس خلافت کی چوتھی ضرورت یہ ہے کہ خلافت کے بغیر اسلام کے وہ احکام جو جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں سرانجام نہیں دیئے جاسکتے اور اس طرح مسلمانوں کی صحیح طور پر ترقی نہیں ہو سکتی۔

برکات رسالت کا دوام

خلافت کی پانچویں ضرورت برکات رسالت کا دوام ہے۔ اس ضرورت کو سمجھنے سے پہلے اس امر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو اس دور کے اختتام تک رہنے والی ہے۔ مثلاً سورج اور چاند وغیرہ اور دوسری وہ جو اس دور کے اختتام سے پہلے اپنی اجل آنے سے پہلے پہلے فنا ہو جاتے ہیں۔ جیسے حیوان انسان اور نباتات وغیرہ۔ پہلی قسم کی مخلوق چونکہ دنیا کے اختتام تک رہنے والی ہے اس لئے ان چیزوں کا کوئی قائم مقام نہیں پیدا کیا جاتا۔ لیکن دوسری قسم چونکہ خود فنا ہو جاتی ہے اس لئے ان چیزوں کا کوئی قائم مقام پیدا نہ ہو تو جو منافع اصل وجود سے ہو رہے ہوتے ہیں وہ معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ ان کے منافع کو قائم رکھنے کے لئے ان کے قائم مقام مقرر فرماتا ہے۔ پس خلافت کے ذریعہ برکاتِ رسالت کا زمانہ ممتد ہو جاتا ہے۔

”چنانچہ محمدی نور رسول کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو تین سال اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہی نور خلافت عمرؓ کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا۔ اور سات سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر وہ نور عثمانی طاقچہ میں رکھا گیا اور تیرہ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد وہی نور علوی طاقچہ میں رکھ دیا گیا۔ اور وہ چھ سال اور اس نور کو لے گیا۔ گویا پچیس تیس سال محمدی نور، خلافت کے ذریعہ لمبا ہو گیا۔“

(خطبات محمود جلد 18، 17 ستمبر 1937ء، صفحہ 444)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد وہ نور جو آپؑ لائے تھے وہ ختم نہیں ہوا بلکہ سیدنا نورالدینؓ کے طاقچہ میں رکھ کر اس کی میعاد کو چھ سال اور بڑھا دیا گیا اور پھر آپؓ کی وفات کے بعد وہ ختم نہیں ہوا بلکہ ہمارے آقا سیدنا محمودؓ کے طاقچہ میں رکھ کر اس کی میعاد کو اور زیادہ بڑھا دیا گیا۔ پھر آپؓ کے بعد سیدنا ناصرؒ کے طاقچہ میں رکھ کر اس کی میعاد کو بڑھایا گیا۔ اس کے بعد وہی نور سیدنا طاہرؒ کے طاقچہ میں ودیعت کیا گیا اور اب وہی نور بڑھتا بڑھتا ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے طاقچہ میں رکھا گیا۔ اب اس نور کو سو سال سے زائد ہو چکے ہیں۔ پس خلافت برکات رسالت کو وسیع کرتی اور اس کے انوار سے ایک لمبے عرصے تک دنیا کو فیضیاب کرتی ہے بلکہ اگر انسانی گناہ حائل نہ ہوں تو اس طرح قیامت تک نور نبوت قائم رہ سکتا ہے۔

تنظیم

خلافت کی چھٹی ضرورت یہ ہے کہ اس کے بغیر جماعتی تنظیم نہیں ہو سکتی۔ اور جماعتی تنظیم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ امر ظاہر ہے کہ انبیاء کی بعثت سے پہلے تمام اقوام پراگندگی اور تشتت و تفرق کی زندگی بسر کر رہی ہوتی ہیں۔ نہ ان کا کوئی واجب الاطاعت لیڈر ہوتا ہے نہ ان میں تنظیم ہوتی ہے۔ نہ ان میں وحدت ہوتی ہے۔ وہ بالکل ان بھیڑوں کی طرح ہوتے ہیں جو پراگندہ حالت میں جنگل میں پھر رہی ہوں۔ ایسی حالت میں نبی آکر ان کو منظم کرتا ان کے شیرازے کو مضبوط کرتا اور ان کی طاقتوں کو ایک مرکز پر لاتا ہے۔ اور انہیں بنیان مرصوص بنا دیتا ہے۔ اب اگر نبی کی وفات کے بعد جماعت بغیر کسی رہبر اور رہنما کے چھوڑ دی جائے تو لازماً پہلی سی پراگندگی اور عدم تنظیم ان میں پیدا ہو جائے اور نبی کی تمام کوششیں اکارت چلی جائیں۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ نبی کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہو تاکہ قومی تنظیم قائم رہے اور مسلمان ایک مرکز اور ایک ہاتھ پر قائم رہیں۔ اور قومی ترقی درحقیقت تنظیم وحدت اور مرکزیت کے بغیر ہو بھی نہیں سکتی۔ آج مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مگر چونکہ وہ کسی ایک ہاتھ پر جمع نہیں کوئی ان کا مرکز نہیں کوئی ان میں تنظیم نہیں اس لئے وہ کروڑوں ہو کر بھی بے حقیقت ہیں۔ لیکن ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سے ہزاروں گنا کم ہونے کے باوجود زیادہ طاقت رکھتی ہے کیونکہ گو ہماری جماعت کے افراد کم ہیں مگر چونکہ ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور ایک آواز پر وہ اپنی ہر حرکت اور سکون رکھتے ہیں اس لئے دشمن پر ہماری طاقت کا غیر معمولی اثر ہے پس نبی کی وفات کے بعد تنظیم قومی کے قیام کے لئے خلافت ایک ضروری چیز ہوتی ہے۔

پس نبی یا اس کے کسی خلیفہ کی وفات کے بعد جب اس کی قوم پر ایک نازک دور آتا ہے اس وقت ردّ خوف اور قیام امن کے لئے خلافت ہی بہترین چیز ثابت ہوتی ہے۔ دوم خلافت کے ذریعہ ردّ خوف اس طرح بھی ہوتا ہے کہ قوموں کے ارتقاء کے رستے میں ہمیشہ بڑے بڑے طوفان اٹھا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے مخالف نبیوں کی جماعت کو ناپید کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں خلافت ہی جماعت کے لئے قلعہ کا کام دیتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے جماعت بیرونی اور اندرونی خطرات سے محفوظ رہتی ہے۔ احرار کا فتنہ ہی دیکھ لو حکومت کے بعض افسر بھی ہماری جماعت کے خلاف تھے۔ اور 1974ء اور 1984ء میں حکومت تمام حالات کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ ایسے نازک ایام میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ ہی جماعت کے خوف کو دور کیا۔ اور اسے پہلے سے بھی زیادہ استحکام بخشا۔ پس خلافت ردّ خوف کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

نوٹ: 2020ء کے مقابلۂ مضمون نویسی میں اوّل درجہ حاصل کرنے والا مضمون، بارک اللہ۔

اسے منہا کریں تو کیا بچے گا

حضور انور ایدہ اللہ کی نذر

عبدالکریم قدسی

ہوا کے رخ پہ دروازہ وہی ہے فصیلِ حبس میں رستا وہی ہے
لہو کے، دودھ کے رشتے بہت ہیں مگر دنیا میں بس اپنا وہی ہے
بہت پیارے مجھے ماں باپ اپنے مگر دل میں فقط بستا وہی ہے
وہ بیت الفضل ہو بیت الفتوح ہو جہاں خطبہ وہ دے ربوہ وہی ہے
بھرم ہے وہ مری فکر ونظر کا جدھر دیکھوں نظر آتا وہی ہے
کسی کا کس طرح سکّہ چلے گا دلوں کے تخت پہ بیٹھا وہی ہے
سبھی دریاؤں کے ہیں خشک سوتے سخاوت کا رواں دریا وہی ہے
اسی کے ساتھ وابستہ ہے خوشبو زمانے میں گلِ تازہ وہی ہے
وہی ہے آج مرجع روشنی کا کہ سورج کا فرستادہ وہی ہے
زبان اپنی نہ اس کی فکر اپنی خدا کہتا ہے جو، کہتا وہی ہے
مقفل ہیں محل شاہوں کے سارے ہمیشہ در کھلا رکھتا وہی ہے
اسے منہا کریں تو کیا بچے گا زمانے بھر کا سرمایہ وہی ہے
ہمیں قدسی نہیں دیتا بکھرنے دلوں کا حسنِ شیرازہ وہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کو اس بات کا ٹھرک ہوتا ہے کہ انہیں کشف ہو اور بعض کشف قبور تسخیر وغیرہ بیہودہ باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں کچھ بھی نہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح پر لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے۔ یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی مراد نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا تخت گاہ ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے انوار وبرکات سے مستفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے۔

(ملفوظات جلد9، صفحہ 85ایڈیشن 1984ء)

خلافت احمدیہ کے صحیح معنوں میں وفادار اور سلطان نصیر

مکرم جناب چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کا ذکر خیر
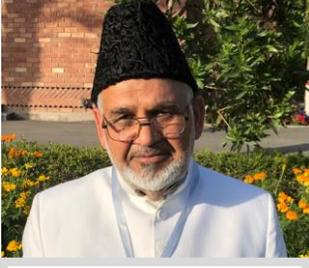
سید شمشاد احمد ناصر، مربی سلسلہ

یہ مارچ 1969ء کا واقعہ ہے کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں علمی مقابلہ جات ہو رہے تھے۔ خاکسار نے پہلی مرتبہ مقابلہ تقاریر اردو میں شجاعت گروپ کی طرف سے حصہ لیا۔ یہ مقابلہ شام کے وقت جامعہ احمدیہ کے ہال میں ہو رہا تھا۔ خاکسار نے دوران تقریر زور سے ڈائس پر مکا مارا۔ عجیب اتفاق تھا کہ مکا مارنے کے ساتھ ہی ہال کی بجلی چلی گئی جبکہ خاکسار نے اندھیرے میں ہی اپنی تقریر جاری رکھی۔ بجلی کی واپسی کا انتظار نہیں کیا۔ مقابلے کے منصف حضرات نے خاکسار کو بھی انعام کا حقدار قرار دیا۔ ان میں سے ایک منصف مکرم جناب چودھری حمید اللہ صاحب تھے۔ جو ان دنوں کالج میں پروفیسر تھے۔ بعد میں آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے خاکسار کی تقریر کو سراہا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ خاکسار نے اندھیرے میں بھی تقریر جاری رکھی۔ بتانے لگے میں نے دو باتوں کا جائزہ لیا ہے ایک تو یہ تقریر رٹی ہوئی نہ تھی، دوسرا عزم اور اعتماد کا مظاہرہ ہو رہا تھا کہ ہم روشنیوں کا انتظار نہیں کرتے بلکہ خود روشنیاں پھیلائیں گے تا دنیا میں اجالا ہو۔ یہ خاکسار کا آپ کے ساتھ پہلا تعارف تھا۔

اس کے بعد کوئی خاص ملاقات یاد نہیں جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران اتنی فراغت ہی نہ ہوتی تھی کہ کسی سے جا کر ملا جائے سوائے ان ملاقاتوں کے جن کی اپنی ڈائری وغیرہ میں رپورٹ کرنا ہوتی تھی کہ دوران ہفتہ کس بزرگ یا صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری 2021ء میں مکرم محترم چودھری حمید اللہ صاحب کی بطور صدر خدام الاحمدیہ تقرری پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1969ء میں آپ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا وہ بھی پڑھ کر سنایا جس میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے تین سال میں خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کے لیے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جا کر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر ارضِ رَبِّ کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا کر لیا۔ نہیں، ہمارے لیے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص اور ایثار اور محبت ذاتی اپنے لیے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اَور زیادہ دور اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔"

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 2، صفحہ 212 تا 214)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اس ارشاد کا ایک ایک لفظ چودھری صاحب نے اپنی ذات میں پورا کر کے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف خدام الاحمدیہ کی صدارت کے دوران بلکہ وفات تک ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشی بلکہ آپ کو ہمیشہ کی رفعتیں اور جاودانی حیات عطا فرمائی اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ آپ نے انتہائی اخلاص، وفاداری اور سخت محنت کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی تمام تر زندگی خلافت احمدیہ کے سپرد کر دی اور خلافت کے منشاء کو سمجھنے اور اس پر پورا پورا عمل کرتے ہوئے زندگی گزاری۔ آپ کی وفات سے یقیناً جماعت میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی اس پیاری جماعت میں ایک سے بڑھ کر ایک مخلص ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے کیونکہ یہ خدا کی جماعت اور خدائی سلسلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس جماعت میں ایسے مخلص پیدا فرماتا رہے گا ان شاءاللہ۔

خاکسار مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کے ساتھ اپنی چند یادیں تحریر کرنے لگا ہے جس سے آپ کی سیرت کے کچھ پہلو سامنے آتے ہیں۔ خاکسار جامعہ سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ پاکستان میں ہی میدانِ عمل میں خدمت کی توفیق پاتا رہا پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاکسار کا تقرر گھانا کے لیے فرمایا تو میدان عمل سے ویزے کی کارروائی کے لیے ربوہ آنا ہوا۔ اس وقت مکرم چودھری صاحب ناظر ضیافت مقرر ہو چکے تھے۔ خاکسار چند دوستوں کے ہمراہ جن میں مکرم محمود احمد صاحب مرحوم سابق صدر خدام

الاحمدیہ اور امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا اور مفتی احمد صادق صاحب تھے، دارالضیافت چلا گیا۔ چودھری صاحب سے مزید تعارف ہؤا۔ آپ نے ہم سب کی خوب خاطر تواضع کی اور سیرالیون سے آئے ہوئے ایک مبلغ صاحب کے ساتھ میری واقفیت بھی کروائی۔ یہ بھی فرمانے لگے کہ یہ افریقہ سے آئے ہیں ان کے ساتھ بیٹھا کرو اور وہاں کے حالات معلوم کرو اور اس کے مطابق تیاری کرو۔ پھر تو دارالضیافت میں اکثر آنا جانا ہوتا تھا اور چودھری صاحب کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا رہا۔

صبر اور حکمت عملی

چودھری صاحب کے اندر صبر اور حکمت عملی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کبھی کسی بات پر فوری ردِّ عمل ظاہر نہ کرتے تھے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آپ کوئی بات سن کر فوری ردِّ عمل ظاہر نہ کرتے بلکہ غور سے بات سنتے اور پھر سوچ سمجھ کر بات کا جواب دیتے۔ وہ بھی اگر ضروری ہوتا تو۔ آپ غیر ضروری باتوں میں تو پڑتے ہی نہ تھے۔ انہی ایام کا واقعہ ہے کہ چند دوستوں کے ہمراہ آپ کے ساتھ گفتگو جاری تھی۔ صبر اور حکمتِ عملی پر بات چل رہی تھی بلکہ گھریلو معاملات کے بارے میں تھی کہ انسان جو اپنی بیوی کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کچھ جھگڑا کرتا ہے وہ نہیں ہونا چاہیئے۔ چودھری صاحب اپنا واقعہ بتانے لگے کہ اگر میرے گھر اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی ایسی بات کی نوبت آجائے اور مجھے معلوم ہو کہ ان کی بات صحیح نہیں ہے تو بھی میں اسی وقت انہیں یہ نہیں کہتا کہ آپ غلط ہیں اور صحیح بات اس طرح ہے بلکہ دو تین ماہ تک انتظار کرتا ہوں اور جب موقع آئے تو بتاتا ہوں کہ فلاں دن آپ کی بات صحیح نہ تھی۔ خاکسار نے یہ واقعہ اس وقت ایک مضمون کی صورت میں مصباح اور الفضل کو لکھ بھیجا جو شائع بھی ہو گیا۔ بعد میں ایک لطیفہ بھی ہوا۔ خاکسار نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا کہ اس وقت دارالضیافت کے ناظر مکرم چودھری حمید اللہ صاحب ہیں آپ نے وہ مضمون پڑھا اور جب میں انہیں ملنے گیا تو مجھے ساتھ لے کر ٹہلنے لگے اور اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے مضمون میں میرا نام بھی لکھ دیا۔ ہر ایک کو بتا دیا ہے کہ اگر یہاں کوئی کام خراب ہو جائے تو وہ سیدھے آکر مجھے پکڑ لیں سب کو پتہ چل گیا ہے کہ اس کو پکڑنا ہے۔ یہ بات کہتے ہوئے آپ مسکرا رہے تھے۔

شادی اور ولیمہ

خاکسار کی شادی 18/اگست 1976ء کو ہوئی۔ میرے ایک مربی دوست (خداوند کریم انہیں غریق رحمت فرمائے) سے میں نے ذکر کیا کہ ولیمے کا انتظام کرنا ہے اور مجھے علم نہیں کہ یہ کام کس طرح ہو گا۔ کہنے لگے اس کی فکر نہ کریں۔ میں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگے کہ چودھری حمید اللہ صاحب کے پاس چلتے ہیں اور ان سے ذکر کرتے ہیں وہ کوئی حل نکال کر دیں گے۔ میں نے کہا لنگر خانے میں تو ولیمہ نہیں کرنا۔ کہنے لگے وہ صحیح مشورہ دے کر آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔ میں نے کہا مجھے تو یہ بات کرتے ہوئے ہی شرم آتی ہے میں نہیں جاتا۔ وہ زبردستی مجھے چودھری صاحب کی خدمت میں لے گئے اور خود ہی چودھری صاحب سے بات بھی کر دی۔ آپ نے فوراً فرمایا میں بندوبست کر دیتا ہوں۔ ہم سے پوچھا کہ کتنے لوگوں کو بلانے کا ارادہ ہے؟ میں نے بتایا کہ چار سو کے قریب۔ تو انہوں نے قورمہ، پلاؤ اور زردہ کے لیے سب ضروری حساب لگایا اور کہا کہ سات سو روپے خرچہ آئے گا۔ فرمانے لگے کہ یہ سارا انتظام لنگر خانے میں ہو گا آپ اتنی رقم جمع کرا دیں۔ ہم نے رقم جمع کرا دی اور ہمیں صحیح وقت پر کھانا پک کر ہمارے گھر میں ہی مل گیا۔ فجزاھم اللہ خیرا۔

جلسہ سالانہ کے وقت

جلسہ سالانہ میں میری ڈیوٹی لنگر خانہ نمبر ایک میں روٹی پکوائی پر ہوتی تھی۔ 1966ء سے 1973ء تک مجھے یہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار نے بارہا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت سید میر داؤد احمد صاحب، چودھری حمید اللہ صاحب، میر محمود احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، پروفیسر نصیر احمد خان صاحب، پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب اور سمیع اللہ سیال صاحب کو ہمہ تن جلسے کا کام کرتے دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات ہر جہت سے مکمل ہوتے تھے اور اس کی ایک بڑی وجہ ان بزرگان کی انتھک محنت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کا جذبہ تھا۔ ہم دیکھتے کہ یہ سب احباب ان دنوں میں آرام تو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے۔ اگر کوئی اور دھن تھی تو یہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی حد درجہ خدمت ہو اور جلسہ کامیاب ہو اور خلیفۃ المسیح کی حقیقی خوشنودی ملے۔

افریقہ میں چودھری صاحب کی آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو وکیل اعلیٰ مقرر فرمایا تو آپ افریقہ دورے پر تشریف لائے۔ خاکسار اس وقت سیرالیون میں تھا۔ مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب امیر اور مشنری انچارج تھے۔ آپ امیر صاحب کے ساتھ خاکسار کے علاقے میں تشریف لائے تو ہر جگہ کا دورہ فرمایا حتّٰی کہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں تشریف لے گئے۔ جہاں پرائمری سکول تھے ان کے حالات کا جائزہ لیا۔ ایک دو واقعات ذہن میں آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سیرالیون کی عاملہ کی میٹنگ بلائی گئی۔ آپ نے تمام سیکرٹریان کے کام کا جائزہ لیا۔ جب آپ کسی کو کوئی ہدایت دیتے تو ایک نیشنل سیکرٹری جن کی کارکردگی کچھ بہتر نہ تھی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی وہ ہر بات پر بڑے زور کے ساتھ

ان شاءاللہ ان شاءاللہ کہتے آپ نے کچھ مرتبہ تو سنا پھر انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو صرف ان شاءاللہ ان شاءاللہ کہتے ہیں وہ کام تھوڑا کرتے ہیں یا بالکل بھی نہیں کرتے۔ ایک اور سیکرٹری سے فرمایا عذر پیش کر کے اپنے نفس کو دھوکہ نہ دیں۔ انگریزی میں مفہوم تھا کہ عذر کر کے اپنے عزائم کو زخمی نہ کریں ۔ ایک اور سیکرٹری کو فرمایا

Failing to plan is planning to fail

افریقہ میں جہاں جہاں آپ کو سکولوں میں، جماعتی جلسوں میں تقریر کرنے کا موقع ملا آپ کی یہ تین باتیں بہت نمایاں نظر آئیں:

1۔ اپنی تقریر میں نظام جماعت سمجھاتے

2۔ جلسہ سالانہ کے نظام سے واقفیت کراتے

3۔ حضرت مسیح مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی تلقین فرماتے

آپ اپنی تقریر میں نوّے سے پچانوے فیصد اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بیان فرماتے تھے، اپنی طرف سے کم ہی کچھ کہتے۔

ہر چیز کی مکمل تیاری کرتے تھے

سیرالیون ہی میں اپنے دورے کے دوران جب آپ خاکسار کے مشن ہاؤس اور جماعت مگبور کا میں تشریف لائے تو ان دنوں ملکی حالات ہر لحاظ سے مخدوش تھے۔ ہمارے علاقے میں تو پانی کی بھی بہت قلت تھی اور وہاں پر آپ کی رہائش کے لیے کوئی خاطر خواہ جگہ بھی نہ تھی۔ مشن ہاؤس دو بہت ہی چھوٹے کمروں پر مشتمل تھا۔ ایک کمرے میں دو چارپائیاں تھیں جن پر ہم 6 افراد خانہ سوتے۔ دونوں چارپائیوں کے درمیان بالکل بھی جگہ نہ ہوتی تھی بلکہ دوسری چارپائی پر جاتے آتے پہلی چارپائی کراس کرنا پڑتی تھی۔ دوسرا کمرہ مہمانوں کے لیے تھا مگر کمرہ اتنا چھوٹا تھا کہ ایک چارپائی کی جگہ تھی اور وہ چارپائی بھی ہسپتال والی لوہے کی تھی جو آپ کو دینا مناسب نہ سمجھا گیا۔ اس لیے وہاں ایک احمدی کے غیر مستعمل ہوٹل کو صاف کر کے آپ کی رہائش کے قابل بنایا گیا۔ آپ نے نہانا تھا۔ خاکسار مشن ہاؤس سے وہاں سب کچھ لے گیا۔ تولیہ، صابن، شیشہ، کنگھی، پانی کی بالٹی وغیرہ رکھ دی گئی اور خاکسار نے بے تکلفی میں بتا دیا کہ آپ کے نہانے کے لیے چیزیں رکھ دی ہیں آپ نے از راہ تفنن فرمایا میں تو اپنے ساتھ ہر چیز لے آیا ہوں سوائے پانی کے۔

آپ خاکسار کے علاقے کے پیراماؤنٹ چیف سے بھی ملے۔ جس کی ایک یادگار تصویر خاکسار کے پاس ہے جس میں پیراماؤنٹ چیف نے اپنا روایتی لباس بھی پہنا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک اور گاؤں روکمبی میں بھی آپ تشریف لے گئے۔ یہ گاؤں خاکسار کے ذریعے احمدی ہوا تھا۔ وہاں پر موجود لوگوں نے جو دیہاتی تھے ۔ آپ کا پرزور استقبال کیا۔ گاؤں کی سڑک پر آمد کا گیٹ لگایا جس پر بینر لگے ہوئے تھے۔ آپ سب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور مختصراً احمدیت اور خلافت کے متعلق تقریر کی۔

جب آپ سیرالیون سے واپس تشریف لے گئے تو جاتے وقت مجھے ایک اعلیٰ قیمتی اوور کوٹ تحفہ دے گئے۔ جو خاکسار نے کئی سال استعمال کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دفتری ملاقات اور تبلیغ کے بارے میں ہدایت

مکرم چودھری صاحب بہت ساری خوبیوں سے متّصف تھے۔ قریباً بیس سال قبل جب خاکسار چھٹیوں پر پاکستان گیا چودھری صاحب سے دفتری ملاقات ہوئی جس میں صرف خاکسار ہی تھا۔ آپ نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا اور بیٹھنے کے لیے کہا۔ خاکسار کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد میز پر پڑی ہوئی کتاب کھولی اور فرمانے لگے کہ میں آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا حوالہ سنانے لگا ہوں اور اس طرح آپ نے مجھے یہ حوالہ سنایا جو سیر روحانی سے تھا اور اس کے آخری الفاظ بڑے جلال کے ساتھ پڑھے۔

" اَب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اِس زور سے بجاؤ کہ دُنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لَرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اِس زمین پر قائم ہو جائے۔ اِسی غرض کے لئے مَیں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اِسی غرض کیلئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمدؐ رسول اللہ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمدؐ رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے، مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دُنیا میں بھی عزّت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔" (تقریر 28 دسمبر 1953ء)

جب آپ نے یہ اقتباس پڑھا آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ اسے مکمل کرنے کے بعد کہنے لگے کہ اس طرح امریکہ میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی میری دفتری ملاقات تھی۔ اسی طرح ایک اور دفعہ جب چھٹی پر گیا دفتری ملاقات میں صرف یہ ہدایت دی کہ لوکل احمدیوں کو کاموں میں شامل کریں۔ ان کی تربیت کریں۔ ان کا

خلافت سے تعلق قائم کر دیں تو سارے کام آسان ہو جائیں گے۔ یہی کامیابی کی جڑ ہے اور فرمانے لگے کہ امریکہ میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پہنچا اور آپ کی دعوت مباہلہ سے ڈوئی کی ہلاکت ہوئی۔ یہ ایک بہت بڑا نشان آپ کی صداقت اور قبولیت دعا کا ہے۔ اس نشان کو وہاں کے لوگوں میں بار بار بیان کیا کریں اس سے لوگوں میں تبلیغ ہوگی۔

روح شفا

خاکسار جب ایک دفعہ چھٹی پر گیا اور تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں رہائش تھی تو جاتے ہی پیٹ کی خرابی کی وجہ سے شدید بیمار ہو گیا۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب فضل عمر ہسپتال (صدر مجلس انصار اللہ پاکستان) نے بڑی محبت سے گھر آکر علاج کیا۔ چنانچہ اس بیماری کی وجہ سے دو چار دن گھر سے نہ نکل سکا۔ جب میں قدرے ٹھیک ہو گیا تو آپ سے مسجد جاتے ہوئے ہی ملاقات ہوئی۔ مجھ سے پوچھا کہ کہاں غائب ہو؟ عرض کی کہ میں پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے شدید بیمار ہو گیا تھا اور کمزوری بھی بہت ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ناصر دواخانہ سے ایک دوائی ملتی ہے 'روح شفا' وہ ساتھ رکھا کریں۔ اسے استعمال کریں بہت مفید ہے اور اس قسم کی بیماریوں میں بہت اچھی ہے۔

چنانچہ خاکسار نے اسی دن وہ دوائی خریدی اور استعمال شروع کر دیا۔ اس کے بعد سے میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ یہ دوائی ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ کئی دوستوں کو امریکہ میں اسہال کی تکلیف میں دی ہے اور پیٹ کی خرابی میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔

امیر مقامی

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو ربوہ کا امیر مقامی مقرر فرمایا۔ اس وقت کی اہم بات جو مجھے یاد ہے کہ آپ تمام مساجد سے روزانہ فجر اور عشاء کی نماز حاضری منگواتے تھے کہ مساجد میں کتنے لوگ نمازوں پر حاضر ہوتے ہیں؟ نماز باجماعت کا آپ خود بھی بہت اہتمام فرماتے تھے۔ خاکسار نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب آپ کی رہائش اپنے ذاتی مکان دارالرحمت میں تھی تو مسجد بلال میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے اور پھر جب تحریک جدید میں آپ کی رہائش ہوئی تو مسجد محمود میں باقاعدگی سے فجر، عصر، مغرب اور عشاء پر حاضر ہوتے تھے اور موسم کی پرواہ کیے بغیر خواہ بارش ہو سردی ہو گرمی ہو آپ نماز کے لیے ضرور حاضر ہوتے۔ نماز ظہر دفتر میں باجماعت ادا ہوتی تھی۔

مضامین پر پسندیدگی کا اظہار

خاکسار کو خدا تعالیٰ نے یہاں امریکہ میں قلمی جہاد کی توفیق بھی عطا فرمائی ہوئی ہے۔ خاکسار کبھی کبھار آپ کو اخبارات میں شائع ہونے والے تراشے بھی بھجواتا۔ آپ انہیں بھی غور سے پڑھتے اور ہمیشہ خط کا جواب دیتے اور پسندیدگی کا اظہار فرماتے۔ ایک دفعہ خاکسار نے مضمون لکھا کہ انڈے کو اندر سے ٹوٹنے دیں۔ اس پر بہت اظہار پسندیدگی فرمایا۔ کہا کہ عنوان اچھوتا ہے اور مضمون بھی بہت اچھا ہے۔ خطوط کا ذکر آ گیا ہے تو ایک اور خط کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک سیر الیونی مبلغ جو پاکستان کے جامعہ سے فراغت کے بعد واپس آئے تھے، نے مجھے خط لکھا کہ آپ کے خسر محترم مکرم الطاف خان صاحب کا پاکستان میں انتقال ہو گیا ہے۔ یہ خبر میرے لیے بالکل اچانک تھی اور مجھے گھر سے کہیں سے بھی کوئی اطلاع نہ تھی۔ میری اہلیہ زچگی میں تھیں۔ ایک دو دن پہلے میری بیٹی طیبہ کی پیدائش ہوئی تھی۔ اب مجھے سمجھ نہ آئے کہ اپنی اہلیہ کو اس حالت میں کس طرح خبر دوں اور یہاں پر سنبھالنے والا بھی کوئی نہیں۔ چنانچہ خاکسار نے بیگم کو بتایا کہ نزدیکی شہر مکینی جا رہا ہوں اور تھوڑی دیر میں آجاؤں گا۔ شہر قریباً چھ میل دور تھا یہاں پر جماعت نے ابھی نیا نیا مڈل سکول کھولا تھا اور اس کے پرنسپل مکرم مبارک طاہر صاحب تھے جو اس وقت سیکرٹری نصرت جہاں سکیم ہیں۔ موصوف میری اہلیہ کے پھوپھی زاد ہیں۔ مکرم مولانا منور احمد صاحب مرحوم میری اہلیہ کے پھوپھا تھے۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور بتایا کہ مجھے اس طرح خط آیا ہے کہ میرے خسر مکرم الطاف خان صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انہوں نے خبر سنی اور اناللہ پڑھا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ مع فیملی تیار ہو جائیں اور میرے ساتھ ہی گھر چلیں اور میری اہلیہ کو یہ خبر بتائیں اور تسلی بھی دیں۔ چنانچہ وہ سب گھر والے تیار ہو کر میرے ساتھ ہی آ گئے۔ یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ اس زمانے میں خط بھی پندرہ دن کے بعد ملتا تھا اور فون تو تھا ہی نہیں کہ کسی طرح اس خبر کی تصدیق ہو جاتی۔ بہر حال یہ دن پریشانی میں گزرے۔ ایک دن مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا لندن سے خط آیا آپ ان دنوں لندن تشریف لے گئے ہوئے تھے، جس میں آپ نے میرے ماموں سید خورشید بخاری صاحب کی وفات پر تعزیت کی ہوئی تھی۔ اس خط سے یہ عقدہ حل ہوا کہ میرے خسر صاحب کی وفات نہیں ہوئی تھی بلکہ ماموں کی وفات ہوئی تھی۔ بعد میں دیگر ذرائع سے بھی اس بات کی ہی تصدیق ہوئی۔

بعض ضروری ہدایات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت خاکسار کو سیرالیون اور بنگلہ دیش کے جلسوں میں مرکزی نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ مکرم چودھری صاحب نے ہر بار خاکسار کو اس سلسلے میں یہ ہدایات دیں کہ حضور کے ہر حکم اور منشاء کو جماعت تک پہنچائیں۔ جلسہ کے نظام کو صحیح طور پر سمجھائیں اور اس کی برکات بتائیں۔ ہر روز کی کارروائی کی پوری رپورٹ روز کے روز حضور کی خدمت میں فیکس کریں خواہ لوگوں کے ساتھ میٹنگ ہو دورہ ہو یا کچھ بھی کیا ہو، اس کی رپورٹ روزانہ بھجوائیں۔ اس کا ایک مقصد تو آپ نے یہ بتایا کہ تمہاری کارروائی کے بارے میں حضور کو علم رہے گا اور دوسرا یہ کہ دعا بھی ہوتی رہے گی۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ جس کا مجھے بہت فائدہ ہوا۔ جب

ان جلسوں کے بعد حضور انور نے ازراہ شفقت ملاقات کی اجازت عطا فرمائی تو ملاقات سے پہلے ہر چیز حضور کے علم میں تھی اور آپ ان امور کے بارے میں پوری طرح آگاہ تھے۔ بلکہ دوران ملاقات اس پر خوشنودی کا اظہار بھی فرمایا۔ الحمدللہ۔

شکریہ اور تحائف

خاکسار نے ذکر کیا ہے کہ آپ سیر الیون تشریف لائے تھے اس موقع پر خاکسار نے ایک دعوت کا بھی اہتمام کیا جس میں علاقے کے سکول کے اساتذہ، ہسپتال کے ڈاکٹر حضرات اور ان کی فیملیز بھی بلائی گئیں۔ خاکسار کی اہلیہ نے سارا کھانا پکایا اور کھانے میں پاکستانی کھانے کے علاوہ مٹھائی بھی بنائی۔ آپ نے ہر چیز بہت پسند کی اور بار بار میری اہلیہ کے لیے شکریہ کہا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جب آپ واپس پاکستان آئے تو میرے خسر محترم الطاف خان صاحب سے اس بات کا ذکر کیا کہ ان کی بیٹی نے بہت خدمت اور مہمان نوازی کی ہے۔ ہم جب بھی چھٹی پر پاکستان جاتے تو آپ سے درخواست کرتے کہ وہاں تحریک جدید میں رہائش کا انتظام کر دیں۔ آپ نے وہاں پر دو کوارٹر بنائے ہوئے ہیں۔ جن میں بیرون ملک سے آنے والے مبلغین اپنی فیملیز کے ساتھ چھٹی گزار سکتے ہیں۔ یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور جتنا عرصہ وہاں مبلغ اور ان کی فیملی رہتی ہے ہر قسم کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ ایک دفعہ جب میں گیا تو صبح ناشتہ کرنے دارالضیافت چلا گیا۔ دس بجے کے قریب آپ سے سر راہ ملاقات ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے یہی سوال کیا کہ جگہ ٹھیک ہے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیں اور ناشتہ کر لیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ناشتہ تو لنگر خانہ جا کر کیا تھا۔ فرمانے لگے کہ وہاں کیوں گئے تھے؟ میں نے تو ہدایت کی تھی کہ آپ کو کوارٹر میں تینوں وقت کا کھانا ملنا چاہیئے اور پھر منتظمین سے اس بات پر باز پرس کی۔

ایک دفعہ ہم گئے تو خاکسار کی اہلیہ نے کہا کہ میں نے چودھری صاحب کی بیگم سے ملنا ہے وقت لے لیں میں نے غالباً فجر کی نماز پر اس بات کا ذکر کیا کہ میری اہلیہ آپ کے گھر جانا اور ملنا چاہتی ہیں۔ کہنے لگے اپنی اہلیہ سے پوچھوں گا ان دنوں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے غالباً دو دن بعد فرمایا کہ آج اس وقت اپنی اہلیہ کو بھجوا دیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اہلیہ آدھ پون گھنٹے بعد واپس آئیں تو ایک بیگ پکڑا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں کہ چودھری صاحب کی بیگم صاحبہ نے ہر ایک کا تحفہ دیا ہے۔ بچیوں کے لیے بھی حالانکہ وہ وہاں موجود بھی نہیں تھیں اور امریکہ میں تھیں۔

اس وقت میرے سامنے آپ کے لکھے درجنوں خطوط پڑے ہیں۔ میں نے سب کو دیکھا اور پڑھا تو یہ باتیں ان سب میں مشترک تھیں ہر خط کا جواب دیا تھا۔ جس بارے میں خط لکھا اس پر ہدایات دیں۔ کارکردگی اور خصوصاً پریس اور میڈیا پر اظہار خوشنودی کیا اور دعائیں دیں۔

اب ایک آخری بات لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار جب بھی پاکستان میں اپنی چھٹی گزار کر واپس آیا۔ آپ نے ازراہ شفقت دعاؤں سے رخصت اور الوداع کیا اور اکثر اوقات دفتر کے کارکنان کو اکٹھا کر کے دعا کراتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری دعائیں قبول فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہمیں آپ کی نصائح اور ہدایات کے مطابق اپنے وقف کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم بھی خلافت احمدیہ کے لیے سلطان نصیر ثابت ہوں۔ آمین۔

نبوت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے

حضرت ام المومنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے 1943ء میں رسالہ فرقانؔ کے خلافت نمبر کے لئے اپنے پیغام میں فرمایا:

مَیں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولادوں کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتِ دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔ فقط والسلام۔ اُمِّ محمود، قادیان۔ (بحوالہ الفرقان ربوہ مئی۔ جون 1967ء، صفحہ 8)

تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے

چودھری محمد علی مضطرؔ عارفی

تو اپنے عہد کا مسند نشیں ہے تو سچّا ہے تو سُچّا ہے حسیں ہے
زمانے میں کہاں تجھ سا حسیں ہے نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ہے
جہاں تو ہے مرا دل بھی وہیں ہے وہیں پر ہے، وہیں پر ہے، وہیں ہے
ترے اجداد اِک دوجے سے بڑھ کر کہ تو خود بھی یکے از کاملیں ہے
ترے رخ سے اجالا ہے جہاں میں کہ تو اس عہد کا ماہِ مبیں ہے
ترے ہمراہ ہے سچّی جماعت کہ تو سچّوں کا آقا ہے امیں ہے
فقط تو قافلہ سالار ہے آج مرا ایمان ہے، میرا یقیں ہے
بتاؤں کس طرح خلقِ خدا کو کہ تو اس عہد کا حِصنِ حصیں ہے
تری دہلیز ہے اور میں ہوں پیارے مرا جینا، مرا مرنا، یہیں ہے
عجب کیا وقت کی رفتار رک جائے مگر ایسا کبھی ہوتا نہیں ہے
مجھے خطرہ اگر ہے تو اسی سے تکلّف کا جو مارِ آستیں ہے
یہ مٹّی مجھ کو کھا جائے گی آخر کہ میں اس کا ہوں یہ میری نہیں ہے
تو اس کے پاؤں کی ہے خاک مضطرؔ بچھڑ کر جس سے دنیا ہے نہ دیں ہے

(اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم، صفحہ 601-602)

مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
'کیا خدا کافی نہیں ہے' کی شہادت دیکھ لی

(مکرم میر محمود احمد صاحب)

کس طرح شکر کروں اے میرے سلطاں تیرا

خلفائے کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف

مبارکہ وسیم، جارجیا

خاکسار کو پاکستان سے امریکہ آئے پچیس سال ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران کئی ایسے احمدی احباب سے ملی جن کے دل میں یہ حسرت تھی کہ ان کو کبھی بھی اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے کسی خلیفۂ وقت کی زیارت کی سعادت نہیں ملی تھی ۔ میں یہ سُن کر سوچتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے چار خلفائے احمدیت کے دیدار و ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ بارہا یہ خواہش میرے دل میں اُٹھی کہ کیوں نہ میں اس بارہ میں ایک مضمون لکھوں۔ پھر آپا امۃ اللطیف زیروی صاحبہ کا مضمون پڑھ کر میری اس خواہش کو تقویت ملی کہ میں بھی اپنی خوش بختی کی یادوں کو۔ یعنی خلفائے کرام سے ملاقاتوں کے واقعات اور مشاہدات کو الفاظ کا جامہ پہناؤں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیارت

مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کراچی میں کی گئی زیارت یاد ہے۔ ہم صدر انجمن احمدیہ کی کوٹھی دارالصدر (واقع محمد علی سوسائٹی) میں گیٹ کے اندر کی جانب چشم براہ کھڑے تھے، جہاں کراچی میں قیام کے دوران آپؓ کی رہائش تھی۔ حضورؓ اوپر کی منزل سے اُتر کر نیچے تشریف لائے اور کار میں بیٹھے۔ یوں ہمیں زیارت کا موقع ملا۔

یہ حضورؓ کی صحت کی حالت تھی۔ ابھی میں ناصرات کی تنظیم میں ہی شامل تھی کہ ایک دفعہ غالباً جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم ربوہ گئے ہوئے تھے۔ اسی دوران، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ملاقات کے لئے گئے۔ اُس دن حضورؓ کی باری حضرت اُمّ متین (حضرت مریم صدیقہ نوّر اللہ مرقدھا) کی طرف تھی۔

میری امی مکرمہ ناصرہ بیگم اور اباجان مکرم مسعود احمد خورشید سنوری نے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی پوتی، امۃ اللہ صاحبہ کے گھر چائے پر جانا تھا۔ امی نے ملاقات کے بعد حضرت آپا جان صاحبہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "مجھے آج ایک ضروری کام ہے ، اس لڑکی (خاکسار) کو اس ٹائم کے لئے یہیں چھوڑ جائیں۔"

امی چلی گئیں تو آپا جان نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ "مبارکہ تم یہیں حضور کے پاس کمرے میں بیٹھی رہو۔ میں ایک بہت ضروری مضمون لکھ رہی ہوں، میں دوسرے کمرے میں ہوں۔ اگر یہ (حضور انورؓ) آواز دیں یا کچھ کہیں تو مجھے آ کر بتانا۔"

لہٰذا میں حضرت مصلح موعودؓ کے کمرے میں موجود کرسی یا موڑھے پر بیٹھی ، حضورؓ کو دیکھتی رہی اور بچپن کی اس عمر میں جو دعائیں یاد تھیں، زیرِ لب پڑھتی رہی۔ حضورؓ نے سفید براق کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بستر کی چادر بھی سفید، صاف ستھری تھی۔ سفید داڑھی، نورانی چہرہ۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آپؓ کروٹ بدل لیتے تھے۔ پتہ نہیں آدھا گھنٹہ اس سے کچھ زیادہ میں اس کمرے میں بیٹھی رہی تھی۔ یہ خاموش منظر ایسا میرے دل میں بس گیا اس واقعہ نے میرے دل میں حضورؓ کی محبت میں بے حد اضافہ کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ بہت لمبی مگر عام فہم اور آسان زبان میں تقاریر فرمایا کرتے تھے۔ گو سیر روحانی کے موضوع پر سلسلۂ تقاریر تو 1944ء سے جاری تھا، مگر 1956ء یا 1958ء کے جلسہ سالانہ کا وہ موقع مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نے حضورؓ کا پورا خطاب جلسہ گاہ میں بیٹھ کر اپنی ہوش کی عمر میں سنا اور اس میں جب حضورؓ نے فرمایا "میں نے پالیا! میں نے پالیا!" تو یہ الفاظ برسوں میرے کانوں میں گونجتے رہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ حضورؓ کی تقاریر شام کو مغرب تک جاری رہتی تھیں۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے دن، شام ڈھل چکی ہوتی تھی، بسیں کوچ کے لئے تیار کھڑی ہارن دے رہی ہوتی تھیں۔ حضورؓ کا خطاب جاری ہوتا۔ اور احباب دم بخود، عرفان کی بارش میں نہارہے ہوتے۔

ایک مرتبہ جب میں ناصرات الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے کراچی سے ربوہ گئی تو حضرت مہر آپا نوّر اللہ مرقدھا کے پاس ٹھہری۔ دوپہر اجتماع کے کھانے کے وقفہ کے دوران یا شام کو جب میں حضرت مہر آپا کے گھر آتی تھی تو بعض خواتین مجھ سے اصرار کرتی تھیں کہ ہمیں حضورؓ کو ایک بار، ایک نظر دیکھ لینے دو۔ میں انہیں

کہتی کہ وعدہ کریں کہ آپ بولیں گی نہیں(یعنی شور نہ ہو جس سے حضورؒ کو تکلیف پہنچے)۔تب میں کمرے کے دروازے تک لے جاکر اُنہیں کہتی کہ بس ایک نظر دیکھ لیں اور واپس آجائیں اس طرح میں بھی زیارت کر لیتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زیارت و شرفِ ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو قریب سے دیکھنے کی سعادت مجھے پہلی بار اُس زمانہ میں ملی جب ابھی آپ مسندِ خلافت پر متمکن نہیں ہوئے تھے۔ اُس زمانہ میں خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کا سالانہ اجتماع ملیر کے کسی گراؤنڈ میں ہوا کرتا تھا جو اُس زمانہ میں شہر سے باہر کا علاقہ شمار ہوتا تھا۔ میرے والدین کا گھر پی۔ای۔سی۔ ایچ سوسائٹی میں تھا۔ ایک دن اجتماع کے دوران ہمارے اباجان، حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو اپنی گاڑی میں لے کر گھر آئے اور امّی سے کہا کہ "جلدی سے اچھا سا کھانا تیار کرواکر میز پر لگوادیں میں میاں صاحب کو لے کر احمدیہ لائبریری بندر روڈ جارہا ہوں۔(حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو اپنی اجتماع کی تقریر کے لئے کسی کتاب کے حوالے کی ضرورت تھی)۔ میں نے میاں صاحب سے درخواست کی ہے کہ واپسی پر ہم گھر سے کھانا کھا کر جائیں گے، لہٰذا ہماری واپسی تک کھانا تیار کروالیں۔" سب گھر والے بھاگ بھاگ کر کھانے کے انتظامات میں مصروف ہوگئے اور ہر کسی کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ 'میاں صاحب آرہے ہیں، میاں صاحب آرہے ہیں'۔ تھوڑی دیر گزری تو میرا چھوٹا بھائی مجید احمد سنوری(جو اُس وقت غالباً تین یا چار سال کا تھا) باہر سے بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ "امّی، باہر اللہ میاں صاحب آگئے ہیں، اور وہ جھولا جھول رہے ہیں!" ہمارے اُس گھر کے لان میں تین مضبوط جھولے لگے ہوئے تھے اور میاں صاحب اندر آکر جھولے پر بیٹھ گئے تھے۔ بھائی نے اباجان اور سب گھر والوں کی خوشی اور جوش و خروش دیکھا تو سمجھا کہ شاید یہ اللہ میاں صاحب ہیں!

حضورؒ جب بھی کراچی تشریف لاتے تو میں بھی اپنے امی اباجان کے ساتھ فیملی ملاقات میں جاتی حضورؒ کی زیارت اور ملاقات ہوجاتی تھی۔ آپؒ کے خطبے اور خطابات بھی براہِ راست سننے کو ملتے تھے۔

جب بھی جلسہ سالانہ پر جانے کا موقع ملتا زیارت اور فیملی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ میرا نکاح بھی حضورؒ نے دسمبر 1968ء میں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر پڑھا تھا۔

1980ء میں جب میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام آباد (پاکستان) میں تھی تو چھوٹی آپا جان حضرت مریم صدیقہ صاحبہ نوّر اللہ مرقدھا کی بہن امۃ الہادی صاحبہ کی بیٹی لبنیٰ صاحبہ کی شادی کی تقریب میں شمولیت کی سعادت ملی تھی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی تشریف لائے تھے۔ رخصتی کے بعد کچھ دیر کے لئے حضورؒ حضرت سیّدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہ کے ہمراہ ڈرائنگ روم میں رونق افروز ہوئے جہاں کچھ خواتین بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضورؒ وہاں موجود بچے، بچیوں سے سائنسی معلومات پر مبنی سوالات پوچھ رہے تھے۔ خواتین دعا کی درخواست بھی کر رہی تھیں۔ میں نے بھی ہمت کر کے اپنے شوہر کی ملازمت کے لئے دعا کی درخواست کی۔(ہم ایک سال قبل ہی ایران سے واپس آئے تھے اور کچھ عرصہ کراچی میں والدین کے پاس رہائش کے بعد اسلام آباد(پاکستان) آگئے تھے۔ اور میرے میاں نے اسلام آباد کے پولی کلینک میں ملازمت کے لئے درخواست دی ہوئی تھی)جب میں نے دعا کی درخواست کی تو شاید ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ 'سارادن گھر پر ہی ہوتے ہیں'۔ حضورؒ نے بے ساختہ فرمایا 'پھر کیا لڑائی کرتے ہیں؟' سب خواتین ہنس پڑیں۔ میں مسکرا کر خاموش ہوگئی۔ مگر پھر اللہ کے فضل اور حضورؒ کی دعا سے اسلام آباد کے ہسپتال میں جاب بھی مل گئی اور گھر پر شام کا کلینک بھی کھول لیا۔

ستمبر 1979ء میں میری چھوٹی بہن راشدہ تنویر بیگم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صرف 29سال کی عمر میں ' دو سال کا بچہ چھوڑ کر اچانک وفات پاگئی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ اگلے دن جب ہم سب اُس کا جنازہ لے کر ربوہ پہنچے تو صبح کا وقت تھا۔ قصرِ خلافت میں اپنی آمد کی اطلاع اور حضورؒ سے ملاقات کی درخواست بھیج دی گئی۔ جو ازراہِ نوازش اور شفقت منظور ہوگئی۔ جنازے کے ساتھ جانے والی ہمارے گھر کی تمام خواتین کو اندر بلالیا گیا۔ کمروں کے آگے جو برآمدہ تھا، اس میں ایک لکڑی کا تخت پوش تھا جس پر ایک سادہ سی دری بچھی ہوئی تھی۔ میں حیران تھی کہ امامِ وقت کا گھر ہے اور سادگی کا یہ عالم! حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدھا نے ہمیں چائے پلوائی، ناشتہ کروایا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وہاں سے گزرے۔ تعزیت کی۔ تفصیلات پوچھیں، اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی جانب مُڑ کر فرمایا"منصورہ بیگم اِن کو ناشتہ کروایا ہے؟ یہ اسلام آباد سے آئے ہیں۔" اللہ اللہ! کیا شفیق و مہربان وجود تھے۔

بیگم صاحبہ نے فرمایا جی میں نے ان کو ناشتہ کروایا ہے۔

خواتین مبارکہ، جن میں حضرت چھوٹی آپاؒ، حضرت مہر آپاؒ اور حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہؒ شامل تھیں، گھر پر افسوس کرنے اور مرحومہ کا چہرہ دیکھنے بھی تشریف لائی تھیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عزیزہ راشدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زیارت اور ملاقات

خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے بھی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ اکثر کراچی تشریف لایا کرتے تھے۔ بعض اوقات احمدیہ ہال کراچی میں بھی خطاب فرماتے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے بعد ہم اپنی امی کے ساتھ ہومیو پیتھک دوا لینے حضورؒ کے گھر

گئے تھے۔ اس موقع پر حضورؒ سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ پھر خلیفہ منتخب ہونے کے بعد، انگلستان ہجرت تک آپؒ کراچی تشریف لاتے رہے۔

حضورؒ کی آمد پر کراچی والوں کی تو گویا عید ہو جاتی تھی۔ ہر روز گیسٹ ہاؤس جاتے، جہاں حضورؒ کا قیام ہوتا تھا۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کی ممبرات بھی خدام، انصار اور اطفال الاحمدیہ کے دوش بدوش ڈیوٹیاں دیتی تھیں۔

ایک روز خاکسار' اوپر کی منزل میں جہاں حضورؒ کی رہائش ہوتی تھی، ان کمروں کے باہر ڈیوٹی پر کھڑی تھی۔ حضورؒ میرے پاس سے سلام کر کے گزرے اور نیچے دفتر میں تشریف لے گئے۔ آدھے پونے گھنٹے کے بعد حضورؒ واپس تشریف لائے تو مجھے وہاں کھڑے دیکھ کر فرمایا "اوہ آپ ابھی تک کھڑی ہیں؟ کرسی لے لیں۔ تھک جائیں گی۔" اللہ اللہ! خلیفۂ وقت اور خادموں کا اتنا خیال ...

حضورؒ کے کراچی قیام کے دوران ممبرات لجنہ اماء اللہ کے لئے الگ مجلسِ عرفان بھی ہوتی تھی۔ اس میں غیر از جماعت خواتین بھی شرکت کرتی تھیں اور بہت بے دھڑک سوال کرتی تھیں۔ حضورؒ اپنے دلنشین انداز میں ان کے ہر سوال کا انتہائی مدلل جواب دیا کرتے تھے۔ اس طرح ہمیں ڈیوٹی پر ہونے کے باوجود گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ حضورؒ کی زیارت اور ایمان افروز خطاب سننے کا موقع مل جاتا تھا۔

حضورؒ کے کراچی قیام کے دوران ہر خاندان ملاقات تو کرتا ہی تھا مگر سب کی یہ خواہش بھی ہوتی تھی کہ ہم حضورؒ کی دعوت کریں۔ حضورؒ نے اس کا ایک دلچسپ حل یوں نکالا کہ ایک دن تمام قیادتوں کی صدور کھانا لائیں اور ان کے شوہر حضرات بھی ہمراہ آئیں۔ اس طرح مرد حضرات نے حضورؒ کے ساتھ اور خواتین نے حضرت آپا آصفہ بیگم صاحبہ (حضورؒ کی حرمِ محترم) کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس دعوت کے لئے میں نے اپنی امّی کی طرف سے چائنیز فرائیڈ رائس بنا کر بھجوائے تھے۔

پھر 1983ء میں مَیں سعودی عرب چلی گئی۔ حضورؒ کی انگلستان ہجرت کے بعد میری آپؒ سے ملاقات 1989ء میں صد سالہ جوبلی والے جلسے کے بعد ہوئی۔ ہم پر حضورؒ کی شخصیت کا رعب طاری ہوتا تھا مگر حضورؒ نہایت شفقت اور محبت سے ملتے تھے۔

1993ء میں جب میرے پہلے شوہر جو ڈاکٹر تھے، ان کا سعودی عرب میں انتقال ہو گیا تو مَیں پاکستان واپس آگئی۔ اُسی سال جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر میں پھر لندن گئی اور حضورؒ سے ملاقات کی سعادت ملی۔ آپؒ نے مجھ سے تعزیت کی اور دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ میں نے اپنے مرحوم شوہر کی جائیداد کے بارہ میں مشورہ چاہا تو آپؒ نے تمام تفصیلات سُن کر گراں قدر مشوروں سے نوازا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کلاسز میں شمولیت کا شرف

1993ء میں جلسہ سالانہ کے بعد مجھے حضورؒ کی چند ہومیوپیتھی کلاسز میں شرکت کی بھی توفیق ملی۔ میری چھوٹی بہن عزیزہ حامدہ فاروقی، حضورؒ کی ہومیوپیتھی کلاس کارواں انگریزی ترجمہ کرنے کے لئے جاتی تو ساتھ مجھے بھی لے جاتی تھی۔ اس طرح اپنے تین ماہ قیام کے دوران ہر ہفتہ حضور کی کلاسز سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔

پھر 1994ء میں بھی اپنے لندن قیام کے دوران میں ہر ہفتہ ہومیوپیتھی کلاس میں جاتی رہی اور ممبرات لجنہ اماء اللہ کے ساتھ بیٹھ کر بالمشافہ ان کلاسوں سے استفادہ کیا۔ اس سے مجھے ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کو سمجھنے کا موقع ملا اور آج تک اپنا اور دوسروں کا علاج کر رہی ہوں۔ اس طرح میں اور دوسرے شفا پانے والے حضورؒ کو دعائیں دیتے ہیں۔

میں لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کے دفتر میں کام کرتی تھی۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کے کام سے حضور انورؒ بہت خوش ہوتے تھے اور کارکنات سے بہت شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔

1995ء میں ہم امریکہ منتقل ہوگئے تو 1996ء میں جلسہ سالانہ امریکہ کے دنوں میں مسجد بیت الرحمٰن میں پھر حضورؒ سے ملاقات ہوئی۔ وہی پاکیزہ مسکراہٹ، وہی شفقت، نور کا پیکر... ہم بہت کچھ سوچ کر جاتے تھے... مگر کچھ بھی نہ کہا جاتا...!

1998ء میں اپنے بھانجے ندیم احمد کرامت کی شادی پر میں لندن گئی۔ شادی کے موقع پر حضور نے ازراہِ شفقت، شرکت فرمائی، دولہا، دلہن اور چند قریبی رشتہ داروں کے ساتھ تصویر بھی اُتروائی۔

2001ء میں جب میں اپنی بھانجی فوزیہ مریم کی شادی میں شمولیت کے لئے لندن گئی تو اس یادگار موقع پر بھی حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؒ نے دولہا دلہن کے ساتھ سب رشتہ داروں کو اپنے ساتھ تصاویر اُتروانے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ مگر وائے افسوس ... یہ آخری ملاقات تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت اور ملاقات

2018ء میں اپنی دو بہنوں کی بیماری کے سلسلہ میں امریکہ سے لندن جانے کا موقع ملا۔ اگرچہ رمضان کا مہینہ تھا اور ملاقاتیوں کی تعداد کم رکھی جاتی تھی مگر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت میری ملاقات کی درخواست منظور فرمالی۔

ملاقات ہونے پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے پہلے خاکسار کا حال احوال پوچھا۔ پھر یہ بھی دریافت فرمایا کہ لجنہ کا کیا کام کرتی ہوں۔ پھر دونوں بہنوں کی صحت کا حال تفصیل

سے پوچھا۔ اللہ اللہ۔ اتنی بڑی جماعت کے سربراہ ہونے کے باوجود حضور انور کو اپنے خادموں اور خادمات کا کتنا زیادہ خیال رہتا ہے۔

میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیکھ کر حضور انور ایدہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دعا کے لئے لکھ کر لائی تھی۔

کیونکہ حضور انور ایدہ اللہ کے اطراف میں جو نور کا ایک دریا بہہ رہا ہوتا ہے، ہم جیسے ہی اس میں داخل ہوتے ہیں سب کچھ بھول جاتا ہے۔

کہتے تو ہو یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا
یہ کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

خلافت اللہ تعالیٰ کا فضل اور ایک خاص انعام ہے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ اور خلفاء کی اطاعت اپنا فرض جانتے ہوئے مکمل خلوص سے کریں۔ خلیفہ وقت سے دلی محبت کریں۔ کیونکہ وہ بھی ہم سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر ہمارے لیے درد دل سے دعائیں کرتے ہیں۔

جماعت عالم گیر کے جوانوں اور بچوں کی روحانی ترقی تعلیم و تربیت۔ صحت اور ان کی شادیوں کے لے ہر روز فکر مند رہتے ہیں۔ افراد جماعت کے لکھے ہوئے سینکڑوں خطوط کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے جواب دیتے ہیں۔

سارے براعظموں پر محیط ماشاء اللہ اتنی بڑی جماعت کے کروڑوں احباب کا خیال رکھنا اور ان کی بہبودی کے لئے سوچنا۔ سکیمیں بنانا اور ہر وقت ان کی اصلاح کی فکر کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں اور یہ صلاحیت اگر خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نہ ہو تو کسی کو نہیں مل سکتی۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی یہ محبت ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔ کہ ان کے ایک حکم پر ہم اپنی جان قربان کر دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اور ہماری نسلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور خلفاء احمدیت کا فدائی اور خادم بنائے۔ آمین۔

مجلہ النور جماعتہائے متحدہ امریکہ، شعبہ ادارت

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

انچارج اردو ڈیسک: احمد مبارک، محمد اسلام بھٹی

مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر

مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، قدرت اللہ ایاز

سرورق: لطیف احمد

لکھنے کا پتہ: Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur,
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

خلافت۔ انعام خداوندی

امۃ الباری ناصر

یہ نظمِ خلافت جو تسلسل سے رواں ہے ۔۔۔ لاریب مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے

انعامِ خداوندی ہے یہ دوسری قدرت ۔۔۔ یہ سورۂ النور میں قرآں کا بیاں ہے

اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت ۔۔۔ دنیا کے مفاسد سے اماں صرف یہاں ہے

اس ڈھال کے پیچھے ہی ہر اک فتح و ظفر ہے ۔۔۔ اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے

بنیاد ہیں اس قصر کی پُر درد دعائیں ۔۔۔ اخلاص و محبت کا نرالا ہی سماں ہے

پیوستگی اس پیڑ سے ضامن ہے بقا کی ۔۔۔ سچ ہی تو کہا جاتا ہے جاں ہے تو جہاں ہے

بیعت نے اُبھارا ہے نیا رنگِ عقیدت ۔۔۔ اس دور میں یہ رنگ کہیں اور کہاں ہے

دلدادہ و دلدار ہوئے یک دل و یک جاں ۔۔۔ دریائے محبت ہے جو ہر سمت رواں ہے

ہے خیر کا سرچشمہ دعاؤں کا ادارہ ۔۔۔ یہ دل ہے خلیفہ کا کہ تقویٰ کا مکاں ہے

مقابلہ مضمون نویسی جماعت احمدیہ امریکہ

جماعت احمدیہ امریکہ شعبہ اشاعت کی جانب سے 2020ء میں مضمون نویسی کے مقابلہ کا اعلان کیا گیا۔ پانچ سے چھ ہزار الفاظ پر مشتمل یہ مضامین اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں لکھے جاسکتے تھے۔ اس مقالہ کے لیے دو موضوعات دیئے گئے تھے:

1۔ خلافت 2۔ امریکہ میں احمدیت

شعبہ اشاعت کو 7 مضامین موصول ہوئے۔ مضامین محنت سے تیار کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام لکھنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس مقابلہ کا نتیجہ حسبِ ذیل ہے:

1۔ پہلا انعام، مکرم قدرت اللہ ایاز صاحب (ملواکی)

2۔ دوسرا انعام۔ مکرمہ سیّدہ زاہدہ بیگم (ملواکی)

3۔ تیسرا انعام، مکرمہ شاذیہ باسط صاحبہ (آسٹن، ٹیکساس)، مکرمہ منصورہ رضوان (ساؤتھ ورجینیا)

ان شاء اللہ جلد ہی کسی نیشنل جماعتی تقریب میں اس مقابلہ میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو شعبہ اشاعت کی جانب سے انعامات دیئے جائیں گے۔ بارك الله لهم۔

ایک عجیب واقعہ

”مکرم چودھری عبدالعزیز صاحب اپنی خود نوشت یادِ حبیب صفحہ 46 تا 48 میں پاکستان کے ابتدائی زمانہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورہ سندھ میں ہونے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ایک عجیب واقعہ جو دوران سفر پیش آیا وہ عرض کرتا ہوں۔ اس وقت تو کچھ ایسے محسوس نہ ہوا مگر بعد میں جوں جوں زمانہ کو دیکھا اور حالات پر غور کیا توں توں حضورؓ کی شانِ غنی اور توکل الی اللہ پر یقین بڑھتا گیا اور اب تک اس واقعہ کا اثر ہے۔ کراچی سے کچھ مہمان حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں عصر کے بعد ایک ٹی پارٹی کا اہتمام حضورؓ نے اپنے ناصر آباد والے باغ میں کروایا۔ جس کے آم اتنے لذیذ اور خوش ذائقہ ہیں کہ بڑے بڑے لوگ ہر موسم میں منتظر رہتے ہیں کہ کب یہ موسم آئے تو ہم حضورؓ کی طرف سے آموں کا تحفہ وصول کریں۔ یہ عرض کرتا چلوں کہ حضور کی طرف سے ایک لسٹ ہر سال مینیجر ناصر آباد کو بھجوادی جاتی کہ فلاں فلاں کو آموں کا تحفہ بھجوادیا جائے۔ پاکستان کے چوٹی کے سیاسی لیڈر اور دیگر معززین کو فہرست کے مطابق آموں کی پیٹیاں بھجوادی جاتی تھیں۔

جب چائے کی تقریب کا اہتمام اس باغ میں کیا گیا کچھ مجلس ہوئی۔ خورونوش کے بعد ایک صاحب اٹھے۔ انہوں نے سونے کا ایک میڈل حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؓ نے استفسار فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ حبیب بنک سے جب چاہیں اور جتنا کیش چاہیں حاصل کرسکتے ہیں۔ اس میں آپ کے اکاؤنٹ کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ میڈل ہی کافی ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ میڈل صرف چھ سات افراد کے پاس ہی ہے جو اس بنک کے مالک ہیں اور انہوں نے عرض کی کہ آپ نے اس بنک پر اس وقت احسان کیا تھا جب ہم نے اس کو شروع کیا۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت کوئی مسلمان لیڈر آگے نہیں آیا۔ ہم نے سارے انڈیا میں بڑی کوششیں کی تھیں۔ تب ہم قادیان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری خواہش پر اپنی طرف سے ہماری مدد فرمائی اور پھر اپنی جماعت کو بھی ہدایت فرمائی کہ یہ مسلمانوں کا پہلا بنک ہے اس کی ہر ممکن مدد کریں۔ آپ کی دعا اور تعاون سے آج یہ بنک پاکستان میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہوچکا ہے مگر آپ ہجرت کرکے خالی ہاتھ وہاں سے آئے ہیں آپ کو ضرورت ہوگی۔ اس لئے یہ میڈل آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ نیز عرض کیا آپ ربوہ ایک ایسی جگہ آباد کررہے ہیں اگر وہاں یا کسی اور جگہ صنعت کے میدان میں کوئی کارخانہ لگانا چاہیں تو جس قدر مالی امداد کی ضرورت ہو وہ آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ وہ دوست سیٹھ حبیب تھے جو حبیب بنک کے بانی تھے۔ کچھ دیر مجلس رہی پھر انہوں نے واپسی کے لئے اجازت اور رخصت چاہی۔ جب حضور الوداع کرنے گئے تو حضور نے فرمایا۔ ٹھہریں ہم اپنے مہمان کو خالی ہاتھ نہیں بھجوانا چاہتے۔ پھر وہی میڈل آپ نے ان کو دے دیا اور فرمایا آپ کا تحفہ مجھے مل گیا اور ہم اب یہ آپ کو دے رہے ہیں۔ وہ کچھ پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا۔ حضورؓ نے فرمایا ہمارا خدا ہماری سب ضرورتیں پوری کرتا ہے اور کبھی وہ وقت نہیں آیا جب اس نے ہماری ضرورت پوری نہ کی ہو۔ اس میڈل کو لے کر میں اپنے خدا کے احسانوں کی ناشکری نہیں کرسکتا۔ یہ بھی ایک شرک مخفی ہوگا کہ اس سے ہم اپنی ضرورت پوری کریں۔ ہمارا خدا ہمارا ضامن ہے وہ ہماری سب ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اس لئے میں آپ کا تحفہ شکریہ کے ساتھ اور محبت بھرے جذبات کے ساتھ آپ کو پیش کررہا ہوں۔ رہا سوال صنعت کے لئے روپیہ کا حصول تو ہم کو خدا نے اس کام کے لئے بنایا ہی نہیں۔ ہمیں خدا کا نام ساری دنیا میں پھیلانا ہے اور دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں۔

اللہ اللہ کس قدر پختہ یقین ہے خدا پر۔ دنیادار حصولِ زر کے لئے آج کیا کچھ نہیں کررہے۔ بنکوں سے قرضے پہ قرضے لے کر ہضم کرجاتے ہیں اور واپس نہیں کرتے۔ اور ایک خدا کا بندہ ہے دولت گھر پر آتی ہے مگر اس دولت پر نظر نہیں۔ نظر ہے تو اس خدا پر جو ساری کائنات کا رازق ہے۔“

*___*___*___*___*___*___*___*

"یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

امتہ الباری ناصر، ڈیٹرائیٹ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا آفتابِ علم دین طلوع ہوا تو متلاشیانِ حق کشاں کشاں اس رُخِ انور کے گرد جمع ہونے لگے۔ اِنتشارِ روحانیت کا زمانہ تھا کوئی متوالا خواب دیکھ کر حاضر ہوتا۔ کوئی کشف والقاء کے نتیجے میں سفر کرتا۔ کوئی مسیح کی آمد کی نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر تلاش میں نکل کھڑا ہوتا کوئی مضامین و کتب پڑھ کر نابغۂ روز گار مصنف کی طرف آمادۂ سفر ہوتا کوئی تحقیق و جستجو میں سرگرداں ہو کر آتا۔ غرض ہر سمت سے سعید روحیں ایک ہی چشمۂ نور کی طرف رواں دواں تھیں۔ ایک طرف خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا فرما رہا تھا تو دوسری طرف استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ خدا تعالیٰ نو واردان کی روحانی پیاس بجھانے کے ساتھ جسمانی سیری کا انتظام بھی کر رہا تھا۔ اور صاحبِ کوثر کے توسط سے اُس کا فیضان اوّل و آخر کے لئے جاری کر دیا گیا۔

حضرت اقدسؑ کی زندگی کے اس دور کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں اپنے دینی مشاغل سے اتنا شغف تھا کہ حصولِ رزق کی طرف توجہ دینے کا مطلقاً وقت نہ تھا۔ پھر کوئی مستقل ذریعہ آمد بھی نہ تھا۔ صاحبِ جائداد بزرگوں کی اولاد تھے لیکن فطری سادگی اور خلوت پسندی کی وجہ سے نہ محفلیں جمانے کا شوق تھا۔ نہ قوتِ لایموت کے سوا کسی قسم کی خاطر کام و دہن کی طرف توجہ تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

اِبتدا سے گوشۂ خلوت رہا مُجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

قادر و قیوم خدا نے فیصلہ فرمایا کہ آپؑ کو دنیا پر ظاہر فرمائے اور تجدید دینِ حق کا کام لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفُ بَیْنَ النَّاسَ

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 348)

نیز فرمایا:۔

اِ نِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً۔ یَاْ تُونَ مِن کُلِ فجٍ عَمِیقٍ۔ یَاتِیکَ مِن کُلِ فجٍ عَمِیقٍ۔ یَنصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیھِم مِنَ السَّمَآءِ۔ اِذَا جَآء نَصرُاللہِ وَالْفَتحُ وَانتَہیٰ اَمرُالزَّ مَانِ اِلَینَا اَلَیس ھٰذَا بِالْحَقِ۔ وَلَا تُصَعِر لِخلقِ اللہِ وَلَا تَسئَم مِن النَّاسِ اَلقَیتُ عَلیکَ مَحَبَّۃً مِّنِّی ولِتصنَعَ عَلیٰ عَینی۔

ترجمہ:۔ میں تجھے لوگوں کے لئے ایک امام بناؤں گا۔ یعنی وہ تیرے پیرو ہوں گے اور تُو اُن کا پیشوا ہو گا وہ ہر ایک دُور دراز راہ سے تیرے پاس آئیں گے اور انواع و اقسام کی نقد اور جنس ترے لئے لائیں گے میں ایک جماعت کے دلوں میں الہام کروں گا تا وہ مالی مدد کریں پس وہ تیری مدد کریں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور ایک دنیا ہماری طرف رجوع لے آئے گی تب یہ کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا جو آج پورا ہوا اور تجھے چاہیئے کہ جب خدا کی مخلوق تیری طرف رجوع کرے تو تم اُن سے بد خلقی نہ کرنا اور نہ اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھکنا میں اپنی طرف سے دلوں میں تیری محبت ڈالوں گا۔ تا تُو میری آنکھوں کے سامنے پرورش پاوے اور اپنے مقصود کے لئے طیار کیا جائے۔ (روحانی خزائن جلد 23۔ چشمۂ معرفت صفحہ 405)

مقلب القلوب خدا نے اپنے دستِ قدرت سے آپ کی طرف جگ کی مہار موڑ دی خدائی مہمان کثرت سے قادیان کا رُخ کرنے لگے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"سو ایسا ہی ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد خدا نے دلوں میں میری محبت اس قدر ڈال دی کہ علاوہ مالی مدد کے بعض نے میری راہ میں مرنا بھی قبول کیا اور وہ سنگسار کئے گئے مگر دم نہ مارا اپنی جان میرے لئے چھوڑ دی مگر مجھے نہ چھوڑا اور بعض نے میرے لئے دُکھ اُٹھائے اور صدہا کوس سے ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 406)

اسی گمنامی اور گوشہ نشینی کے زمانے میں پھر فرماتے ہیں:

مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اُس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا:

یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔

یہ اُس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اَب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے ہماری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا 'اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہو گا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 585)

آپؑ خدائی تربیت یافتہ تھے آنے والے مہمانوں پر کرم کی انتہا کر دیتے۔ منکسر مزاج، خلیق، ملنسار دوست نواز، متحمّل اور شدّت سے محبت کرنے والے تھے ان صفات کے ساتھ وہ اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کی تخصیص نہیں کرتے تھے۔ آپؑ کو مہمانوں کی عزت نفس اُن کے ذوق ورجحان، اکل وشُرب کی علاقائی عادات، ذہنی و جسمانی کیفیت کا اپنی فطری ذکاوت سے جائزہ لینے میں کوئی وقت نہ لگتا۔ آپؑ مہمانوں کا متبسم چہرے سے استقبال فرماتے۔ اُن کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانا خود پر فرض کر لیتے اور عزت و تکریم سے رخصت فرماتے۔ آپ کا انداز ایسا ہوتا کہ جانے والا جدائی کا دُکھ محسوس کرتا اور آپ بھی اپنی بے قراری چھپا نہ پاتے۔ اکرامِ ضیف کے متعلق آپ کے عملی درس کے نمونے اور ارشادات اس بے مثال کیفیت کا اندازہ لگانے میں ممد ہوں گے۔

مہمان کا دل مثل آئینے کے نازک ہوتا ہے

”میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمان کو آرام دیا جائے۔ مہمان کا دل مثل آئینے کے نازک ہوتا ہے۔ اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے اس سے پیشتر مَیں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے بہ مجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 292۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بغیر تخصیص ہر مہمان کا خیال رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدِ نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہئے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ ان کی ہر ضرورت کو مد نظر رکھیں بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔"(ملفوظات جلد 7 صفحہ 220)

ایک ایسے موقع پر جب مہمان بڑی کثرت سے آئے ہوئے تھے آپؑ نے مہمانوں کی تکریم ملحوظ رکھنے کا اہتمام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

” دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسنِ ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔“(ملفوظات جلد 6 صفحہ 226)

حضورؑ مہمانوں کی جملہ ضروریات کا کس فکر مندی اور تعہد سے خیال رکھتے تھے اس کا اندازہ ذیل کے ایک فقرے سے ہو سکتا ہے جو اخبار الحکم نے 'آخری ایّام کی ایک بات' کے عنوان سے ریکارڈ کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

” بعض اوقات مہمانوں کو ایک چیز چاہیئے مگر وہ نہیں ملتی تو یہ غم میری روح کو کھا جاتا ہے۔“

مہمان کا اکرام دیکھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی معمولی مہمان نہ تھے بلکہ خدا کے مہمان تھے خدا کے پیارے مسیح کے مہمان تھے ورنہ چند مہمانوں کا بھوکا سو جانا عرش کو نہ ہلا دیتا ایک دن بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر بہت دیر سے کھانا ملا اور بعض مہمان تو بغیر کھانا کھائے بھوکے ہی اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے نہ تو انہوں نے شکایت کی نہ کسی سے ذکر کہ کوئی ان سے ہمدردی کرتا مگر جب انہوں نے صبر کیا اور کسی سے ذکر تک نہ کیا تو خود ربّ العرش نے جس کے وہ مہمان تھے اپنے فرستادہ کو الہام کیا:

'اَطعِمُو الْجَا ئعَ وَالْمُعتَرَّ'

بھوکے اور مضطر کو کھانا کھلاؤ

صبح سویرے حضورؑ نے دریافت کیا تو معلوم ہوُا کہ بعض مہمان رات بھر بھوکے رہے اسی وقت حضورؑ نے لنگر کے منتظمین کو بُلایا اور تاکید فرمائی کہ مہمانوں کی ہر طرح تواضع کی جائے۔

شروع میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا سارا خرچ حضرت اقدسؑ خود برداشت کرتے تھے اگرچہ وسائل کی کمی تھی مگر خدائی کفالت کے وعدوں پر اتنا توکّل تھا کہ کبھی تردّد نہ ہوُا آپؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھیرنے میں ہم پر بوجھ ہو گا اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل مطبوعہ 1884ء صفحہ 455)

حضرت منشی ظفر احمد کپور تھلوی بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا حضورؑ اپنے پاس ہی سے صَرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے آپؑ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچادیا دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں ہے فرمایا کہ:

’ہم نے بہ رعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا اب ہمیں ضرورت نہیں جن کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا‘

اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رساں آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے تھے سو سو پچاس پچاس روپے کے۔ اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں مہمانوں کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں‘ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی کہ جیسا کہ ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے“۔(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 444-445)

کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں

ایک دفعہ قحط پڑ گیا اور آٹا روپے کا پانچ سیر ہو گیا لنگر کے خرچ کا فکر ہوا تو خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام تسلی دی۔

اَلَیسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہ

کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں

پھر نہ صرف حضرت اقدس علیہ السلام کی ساری عمر بلکہ جماعت احمدیہ کی ساری عمر، مہمانوں کے لئے خرچ کی کبھی تنگی نہیں ہوئی خدا تعالیٰ انسانی قلوب میں تحریک پیدا کرتا ہے اور وہ از خود روپیہ لا کر امام وقت کے قدموں میں رکھ دیتے ہیں کہ مسیح کے لنگر کی خدمت کر کے ثواب دارین حاصل کریں، مہمانوں میں اضافہ حضرت اقدسؑ کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے۔

ذیل کے کچھ اقتباسات سے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہؤا تھا پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں... اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔“(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22، صفحہ 221)

پھر فرماتے ہیں:

”یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سَو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22، صفحہ 247-248)

”رجوعِ خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا۔ اب اوسط خرچ کبھی پانچ سو کبھی چھ سو ماہواری تک ہو گیا اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لگا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں“۔(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد11، صفحہ 312)

10 مارچ 1902ء کے اشتہار سے اس وقت کے لنگر خانے کے خرچ کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل میں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے“۔(مجموعۂ اشتہارات جلد سوم، صفحہ 466-467)

لنگر خانہ کی ابتدا

قادیان تشریف لانے والے مہمان گرامی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت بھری میزبانی میں حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کا حسن تدبر بھی شامل تھا بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ پہلی خاتون افسر لنگر خانہ حضرت ام لمومنین اماں جانؓ ہی تھیں۔ مہمان ’حضرت حکیم مولانا نور الدینؓ والے دالان اور شمال مغربی

کوٹھڑی میں ٹھیرا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے 'الدار' میں (جو اس وقت بہت ہی مختصر سا مکان تھا) نو دس خاندان کچھ اس طرح رہتے تھے جیسے کوئی سرائے یا مہمان خانہ ہو۔ دائیں بائیں اوپر نیچے اندر باہر ہر طرف مہمان ہی مہمان ہوتے تھے۔ اوّلاً حضرت اقدسؑ نے مہمان خانے کے لئے دو کوٹھڑیاں بنوائیں دالان بعد میں بنا اس میں معمولی قسم کی پانچ چھ لکڑی کی کرسیاں ہوتی تھیں ان دنوں قادیان میں کوئی ذریعہ معاش نہ تھا احباب لنگر خانے سے کھانا کھاتے تھے۔ ایک طویل عرصہ تک متواتر اس کے جملہ اخراجات و انتظامات حضور اقدسؑ اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم کے ذمہ تھے۔ خدا کے پیارے حضرت مسیح علیہ السلام کا لنگر اولاً گھر کے اندر ہی جاری ہوا وہیں کھانا تیار ہوتا تھا ابتدا میں چپاتیاں ہوا کرتی تھیں جو گھر کے اندر ہی خادمات پکاتی تھیں ترقی ہوتی گئی تو توے کے بجائے لوہ پر کئی کئی عورتیں مل کر چپاتیاں پکانے لگیں۔ 1895ء میں لنگر خانہ 'الدار' کے اس حصہ میں تھا جہاں تقسیم ملک سے قبل حرمِ اوّل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ڈیوڑھی تھی جہاں مشرق کی طرف سے 'الدار' کے نچلے حصے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس ڈیوڑھی میں ملک خادم حسین سالن پکاتے تھے بعد ازاں لنگر خانہ اس ڈیوڑھی کے ملحقہ شمالی کمرے میں منتقل ہوگیا۔ کھانے میں عموماً دال اور کبھی کبھی سبزی گوشت بعض اوقات ایک وقت دال اور دوسرے وقت (کسی سبزی کا) سالن ہوتا تھا دال عموماً چنے کی دال ایسی پتلی مگر لذیذ ہوتی تھی کہ کھانے والے پیالہ اٹھا اٹھا کر گھونٹ گھونٹ پی جایا کرتے تھے۔ آٹے کی فراہمی میں حضرت میر ناصر نواب، حضرت بھائی عبد الرحیم قادیانی، حضرت میاں کرم داد، ملک غلام حسین، حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی خدمت سرانجام دیتے تھے۔

کئی سال اس حال میں گزرے۔ سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ لنگر نے بھی ترقی کی گھر کی بجائے باہر انتظام کرنا پڑا۔ روٹی کے لئے تنور کا اور دال سالن کے واسطے دیگچیوں کی بجائے دو بڑے دیگچوں اور پھر دیگوں کا ہوا۔ (تلخیص از... اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 175-179)

لنگر خانے کی تعمیر

حضرت نواب محمد علی خان کی روایت کے مطابق ابتدائی لنگر خانہ کی تعمیر 1892ء کے اواخر میں شروع ہوئی تھی۔ لنگر خانے کا مینو حضرت حکیم مولوی نورالدین نے تجویز فرمایا تھا اور کھانے کی مخصوص لذّت ہماری دہلی والی حضرت اماں جان کے تجربہ اور ذہانت کی بدولت نصیب ہوئی۔

اوّلین خدمت گزار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لنگر خانہ کی خدمات بجا لانے کی سعادت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی، حضرت حکیم فضل الدین، حضرت مفتی فضل الرحمٰن، حضرت قاضی امیر حسین، حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی۔ مدرسہ احمدیہ کے استاد اور بورڈنگ ہاؤس کے بہت سے طلباء کو حاصل رہی۔ جب حضرت اقدسؑ اپنے آخری سفر لاہور پر روانہ ہوئے تو لنگر خانے کا انتظام مولوی محمد علی صاحب کے سپرد ہوا۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانیؓ ان ایّام میں خدمت کو فخر خیال کرتے ہیں:

"1908ء کا جلسہ آیا ڈیوٹیاں لگائی گئیں مجھ ناکارہ کو بھی کسی لائق سمجھ کر سیدنا امام ہمام خیر الانام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت بجا لانے کا موقع دیا گیا چنانچہ اپنے آقائے نامدار کی قائم کردہ اس یادگار کی تقریب پر اخلاص شوق اور محبت سے اس طرح خدمات بجالانے کی توفیق ملی کہ صدر انجمن احمدیہ نے بھی ایک ریزولیشن کے ذریعے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور حافظ عبد الرحیم مالیر کوٹلوی مرحوم کو اور مجھ کو دس دس روپے نقد انعام بھی دیا۔ اور حافظ عبد الرحیم صاحب مرحوم دونوں مل کر انتظام جلسہ میں خدمات بجالاتے رہے۔ مگر اس سے کہیں بڑھ کر وہ نعمت تھی جو میری حقیقی ماں سے بھی کہیں بڑھ کر محسنہ سیدۃ النساء حضرت اماں جان (ناقل) نے ازراہِ کرم اور غریب نوازی یہ احسان فرمایا کہ خود چل کر غریب خانہ پر تشریف لائیں اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دستار مبارک مجھے بطور تبرک دے کر نوازا۔" (سیرت حضرت اماں جانؓ صفحہ 293)

لنگر خانہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے منشا کے مطابق لنگر خانہ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی نگرانی میں دے دیا گیا اور اس کے لئے سالانہ بجٹ 12767 روپے منظور ہوا خلافتِ اولیٰ میں جو بزرگ لنگر خانہ کے مہتمم رہے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت حکیم فضل دین بھیروی۔ حکیم محمد عمر صاحب۔ حضرت قاضی خواجہ علی صاحب۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 23)

دور خلافت اولیٰ میں مہمانانِ گرامی کے اضافے کے ساتھ ساتھ انتظامات میں بھی وسعت آتی گئی۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی، حضرت مفتی فضل الرحمٰن۔ قاضی امیر حسین صاحب۔ منشی برکت علی صاحب۔ ماسٹر مامون خان صاحب، ماسٹر عبد الرحیم صاحب۔ میاں غلام محمد صاحب سیکھواں، منشی سکندر علی صاحب قاضی عبد الرحیم صاحب۔ منشی محمد نصیب صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب، ماسٹر عبد العزیز صاحب، ماسٹر محمد دین صاحب، میاں فخر الدین صاحب، ماسٹر فقیر اللہ صاحب، حضرت قاضی خواجہ علی صاحب، ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، قاضی امیر حسین صاحب، مولوی محمد اسماعیل صاحب، میاں امیر احمد صاحب، مدرسہ کے طلباء اور قادیان کی مقامی آبادی میں سے کچھ اصحاب لنگر خانہ کی خدمت، دیگر انتظام قیام وطعام میں پیش پیش رہے۔

عہد خلافت اولیٰ کے آخری جلسہ سالانہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خدمت مہمانانِ مسیح موعود تفویض کی گئی۔ آپ نے بہت قلیل عرصے میں سب انتظامات کئے دونوں وقت خود پاس کھڑے ہو کر دو ہزار کا کھانا تقسیم کراتے اور سب مہمانوں کے کھانے کے بعد تشریف لے جاتے دن میں کئی بار انتظامات جلسہ کا معائنہ کرتے اور مناسب ہدایات دیتے تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 524)

خواتین کی قیام گاہوں میں طعام کا سارا انتظام حضرت سیدہ اماں جانؓ اپنے خاندان کی خواتین کے ساتھ سرانجام دیا کرتیں۔ لنگر کے متعلق امور میں آپ ذاتی دلچسپی لیتیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار کے خیال سے اس کا احترام کرتیں۔

لنگر خانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں

دور خلافتِ ثانیہ کی ابتدا میں جلسہ کے انتظامات اور لنگر خانہ کی عام نگرانی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد اور مولوی محمد الدین صاحب کے سپرد تھی سینکڑوں احمدی ان کی معاونت کرتے تھے۔ 1916ء میں لنگر خانے کے موقع پر پانچ ہزار مہمان متوقع تھے ان کے لئے اخراجات کا اندازہ فی کس ایک روپیہ لگایا گیا اور چندہ کی اپیل کی گئی۔

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان مستعدی سے سٹور کے لئے راشن کی خریداری فرماتے۔ 1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو افسر لنگر خانہ مقرر فرمایا۔ حضرت میر صاحب ہمہ صفت موصوف عالم باعمل خدا ترس اور غریب پرور بزرگ تھے۔ اپنی دوسری اہم خدمات کے ساتھ ساتھ اس کام کے لئے موزوں ترین وجود ثابت ہوئے۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مہمان خانہ کو صاف ستھرا رکھتے۔ بیماروں اور بوڑھوں کا بطور خاص الگ اکرام تھا۔ سامان لنگر برتن دیگیں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جمع رکھتے مہمان خانے کے خرچ کے لئے ایسے رنگ میں تحریک فرماتے کہ مخاطب اس کارِ خیر میں شوق سے حصہ لیتے۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں فخر محسوس کرتے۔ ہمیشہ سب سے آخر میں کھانا کھاتے۔ کھانے میں کسی قسم کا تکلف پسند نہ فرماتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا فرداً فرداً احباب کی مزاج پرسی فرماتے اور ان کی تکالیف دور کرنے کے لئے مستعد رہتے۔ مہمان کی نفسیاتی کیفیت کا اندازہ لگا کر ضروریات مہیا کرتے۔ (مضامینِ مظہر)

1920ء میں لنگر خانہ کی عمارت کے لئے علیحدہ کمرے بنائے گئے آئندہ دو سالوں میں مزید توسیع کی گئی۔

1924ء میں سہولت کے خیال سے جلسہ سالانہ کے انتظامات مختلف عہدوں اور مدّات میں تقسیم کئے گئے۔ لنگر خانہ کا انتظام بدستور میر صاحب کے پاس رہا۔

حضرت مرزا غلام نبی مسگر امرتسری کو یہ سعادت حاصل رہی کہ جلسہ سالانہ کے لئے امرتسر سے دیگیں قادیان بس میں لے کر جاتے شروع میں دیگیں کرائے پر حاصل کی جاتیں تھیں۔ لانے لے جانے قلعی کرانے پر بہت اخراجات اٹھ جاتے آپ نے حضرت میر اسحٰق صاحب کو تجویز دی کہ ہر جماعت کو ایک دیگ عطیہ دینے کی تحریک کی جائے۔ حضرت میر صاحب کو یہ تجویز پسند آئی اور فرمایا "کیونکہ یہ تجویز آپ کی ہے اس لئے سب سے پہلی دیگ بھی آپ ہی دیں" چنانچہ آپ نے لنگر خانہ کو پہلی دیگ عطیہ دینے کا شرف حاصل کیا اس دیگ پر یہ الفاظ کندہ کروائے۔ "لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے۔ منجانب غلام نبی مسگر احمدی۔"

مستورات میں 1922ء سے مہمان نوازی کے فرائض حضرت سیدہ اُمّ داؤد صاحبہ نے کمال محنت و جانفشانی سے ادا کرنے شروع کئے آپ کو کام کرنے اور کام کروانے کا بہت سلیقہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے درد مند مزاج دیا تھا مہمانوں میں کسی قسم کی تفریق پسند نہ کرتیں۔ آپ کی زیر تربیت تیار ہونے والی ٹیم زمانہ ءدراز تک احسن رنگ میں خدمات ادا کر کے گویا آپ کے فیضان کو ممتد کر رہی ہیں۔

حضرت میر اسحٰق صاحب کے ساتھ مولانا سید محمد سرور، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد، حضرت نواب محمد عبد اللہ خان، ماسٹر محمد علی صاحب، ماسٹر محمد طفیل صاحب، حضرت مولانا شیر علی، حضرت خان ذوالفقار علی خان، شیخ عبد الرحمٰن صاحب، اور قاضی محمد عبد اللہ صاحب، لمبے عرصے تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے حالات کا تیزی سے جائزہ لے کر کمزور حصوں کی نشاندہی فرماتے اور کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہدایات سے نوازتے۔ جلسہ سالانہ کو یہ فضیلت ہمیشہ حاصل رہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُن کے خلفاء کرام بنفسِ نفیس سارے انتظامات کے نگرانِ اعلیٰ ہوتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مہمانان مسیح موعودؑ کی خدمت کو عین سعادت سمجھتے اور ہر آنے والے مہمان کو خدا تعالیٰ کا خاص نشان قرار دیتے۔

1933ء کی جلسہ سالانہ کی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مہمانانِ جلسہ کی کثرت دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور وہ دن یاد فرمائے جب حضرت اقدسؑ دوسروں کے بھجوائے ہوئے کھانے پر گزارا فرماتے تھے۔ حضور نے فرمایا:

"حافظ معین الدین صاحب حضورؑ کے خادم جب گھر سے کھانا لینے جاتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر

رہتی ہے۔ ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ حضورؑ اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گزارا کر لیتے۔ اس وقت کا نقشہ حضور نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے۔

لُفَاظَاتُ المَوائدِ کَانَ اُکلی
فَصِرتُ الیَوم مطعام الاھالی

کہ ایک وقت وہ تھا کہ دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑے مجھے ملتے تھے مگر اب حالت یہ ہے کہ سینکڑوں خاندانوں کو اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ رزق دے رہا ہے گویا ایک وقت وہ تھا کہ گھر کی مستورات مہمان کو بوجھ سمجھتی تھیں اور کھانا دینے سے انکار کر دیتی تھیں اور حضرت نے آٹھ پہر روزے رکھے اور کجا یہ وقت کہ جلسہ سالانہ پر ہزارہا آدمی یہاں آتے ہیں اور ان کا رزق یہاں آنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی لنگر خانہ کی آگ سرد نہیں ہوتی۔" (الفضل 31 دسمبر 1933ء)

1942ء کے جلسے میں لنگر خانے کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ تین مقامات پر 85 تنور دن رات کام کر کے پونے چوبیس ہزار مہمانوں کا کھانا تیار کرتے تھے۔ حضرت میر اسحٰق کی خدمات کا زمانہ 1943ء تک ممتد ہے آپ کے عرصۂ حیات کا بیشتر حصہ مہمانان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرنے، لنگر کے نظام کو مضبوط و مستحکم کرنے میں گزر گیا یہ درویش صفت بزرگ اپنے پیچھے تربیت یافتہ خادمین کی وسیع تعداد چھوڑ گئے جماعت احمدیہ کے وہ خوش نصیب جن کو حضرت میر صاحب کی رفاقت میسر آئی بڑے کرب انگیز سرور سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

1947ء میں تقسیم پاک و ہند کے بعد جبکہ ملکی حالات کے باعث جماعت کو قادیان سے ہجرت کرنا پڑی قادیان میں لنگر خانے کا انتظام مستقلاً حضرت مرزا وسیم احمد کی نگرانی میں رہا۔

تقسیم برصغیر کے بعد جماعت احمدیہ عارضی طور پر رتن باغ لاہور میں منتقل ہوئی۔ رتن باغ کے ایک حصے میں لنگر خانہ کھول دیا گیا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل، ناظر ضیافت مقرر ہوئے اور ان کی امداد کے لئے شیخ محبوب الٰہی صاحب کا تقرر ہوا۔ چونکہ کوئی خاص انتظام لنگر اور کارکنوں کا نہیں ہو سکتا تھا اس لئے پہلے آٹھ ماہ میں بازار سے قریباً سات ہزار کے نان خریدنے پڑے۔ سامان کی کمی کا یہ عالم تھا کہ قادیان سے صرف آٹھ دیگیں منگوائی جا سکیں۔

1947ء کے آخر میں ضیافت کی ذمہ داری حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب کو سونپ دی گئی۔ آپ کے ساتھ چودھری حبیب اللہ خان صاحب سیال نے کام کیا۔ (خلاصہ تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 26۔27)

لنگر خانہ ربوہ

دسمبر 1948ء میں جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں پہلی عارضی عمارت کی تعمیر شروع ہوئی اس کے سات کمرے تھے ان میں سے ایک کمرے میں لنگر خانے کے لئے گندم کا اسٹاک رکھا گیا۔ اپریل 1949ء میں اس پہلی عارضی عمارت میں لنگر خانہ قائم ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 49۔50)

1949ء کے مہمانوں کے لئے اسٹیشن کے دونوں طرف 50 بیرکیں بنائی گئیں تھیں۔ ایک پہاڑی کے دامن میں لنگر خانہ قائم کیا گیا جہاں تمام مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہوتا اس جگہ 45 تنور لگائے گئے تھے۔ پانچ ٹرک لنگر خانہ سے کھانا قیام گاہوں تک پہنچاتے۔ ربوہ کے لق و دق میدان میں پانی کی فراہمی ایک بہت مشکل مسئلہ تھا اور کئی ہزار خرچ کر کے بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی تاہم حکومت کی مدد سے چند ٹینکرز میسر آ گئے جو پانی فراہم کرتے ان کے علاوہ متعدد مقامات پر پانی کے پمپ بھی لگا دیئے گئے تھے۔ جلسہ سے واپسی پر حضور کو ربوہ میں پانی نکل آنے کی خوشخبری ملی۔ چنانچہ آئندہ سالوں میں مہمانوں کو پانی کی فراہمی آسان ہو گئی۔

1949ء میں مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست حضرت سید محمود اللہ شاہؓ کے ذمہ تھا۔ لنگر خانے کے منتظم صوفی غلام محمد صاحب تھے۔ دن رات چالیس تنور گرم رہے اور ایک ایک وقت میں ساٹھ ساٹھ دیگیں سالن وغیرہ کی تیار ہوتی رہیں مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے کام کی زیادتی کا بوجھ باورچیوں اور نانبائیوں پر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو جاتے بعض اوقات کھانے میں تاخیر بھی ہوئی مگر مہمانوں نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

13/ اپریل سے 16/ اپریل 1949ء کی شام تک 77371 مہمانوں کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ لنگر خانے کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء کا بازار بھی لگایا گیا مگر مہمان اس قدر تشریف لائے کہ جس طرح لنگر خانے کا انتظام عاجز رہ گیا اِسی طرح بازار میں بھی اشیائے ضرورت ختم ہو جاتی رہیں۔ حضور نے انتظامات جلسہ کے ہر شعبہ اور ہر پہلو کی ذاتی نگرانی فرمائی چنانچہ حضور لنگر خانہ میں تیاری و تقسیم طعام کی مشکلات کو حل کرنے اور دیگر ضروری اور فوری ہدایت کے لئے بعض اوقات خود تشریف لاتے رہے چنانچہ ایک موقع پر رات کے ایک بجے اور ایک دن اڑھائی بجے دوپہر حضور لنگر خانہ میں تشریف لائے اور اپنی مفید اور ضروری ہدایات سے مشکل کشائی فرمائی۔ (تاریخ احمدیت جلد 13 ص 242، 243)

جلسہ سالانہ 1949ء کے موقع پر پہلی مرتبہ مستورات کے لئے لنگر خانہ کا علیحدہ انتظام کیا گیا جس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ مجموعی طور پر کام میں سہولت رہی مستورات نے اپنی لیاقت حُسن کارکردگی اور تنظیمی صلاحیت کا نہایت خوش کن مظاہرہ

کر کے ثابت کر دکھایا کہ لجنہ اماء اللہ کی زیر نگرانی تربیت حاصل کرنے والی مستورات نظم وضبط میں اعلیٰ معیار پر پہنچ چکی ہیں۔ عورتوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی اگرچہ لنگر خانہ کا انتظام مردوں کے ہاتھ میں تھا لیکن مستورات منتظمین کی زیر ہدایت ہی اس کے جملہ انتظامات پایۂ تکمیل کو پہنچتے تھے وہ ضرورت کے مطابق کھانا تیار کرواتیں۔ مستورات کے لئے علیحدہ لنگر خانہ کا قیام ایک نیا تجربہ تھا جو بفضلہ تعالیٰ خاطر خواہ طور پر کامیاب ثابت ہؤا۔(رجسٹر قیام گاہ جلسہ سالانہ)

1957ء میں دارالرحمت کے لنگر خانہ کی مستقل عمارت مکمل ہوگئی۔اس میں 35x12 کے چھ بڑے کمرے بنائے گئے۔ اس سال دارالصدر، دارالعلوم اور دارالرحمت میں تین لنگر خانے کام کرتے رہے۔ لنگر خانوں میں سیمنٹ کی ہودیاں سبزی، گوشت دھونے کے لئے تعمیر کی گئیں۔

1960ء سے قبل جلسہ سالانہ کے تینوں لنگروں کے تنوروں پر کوئی چھت نہ تھی اور کرایہ کے شامیانے لگا کر کام چلانا پڑتا تھا۔ یہ انتظام تسلی بخش نہ تھا اور ہمیشہ ہی اس سے تکلیف ہوتی تھی۔1960ء میں دارالصدر کے مرکزی لنگر کے تنوروں پر باقاعدہ چھت ڈالی گئی۔

1961ء میں لنگر خانہ نمبر 2 واقع غلہ منڈی کے تنوروں پر چھت ڈالی گئی جبکہ محلہ دارالعلوم میں شامیانوں سے کام چلایا گیا البتہ شامیانے بانسوں کے بجائے پختہ ستونوں کے ذریعے بلندی پر لگائے گئے تاکہ آگ اور دھوئیں سے دقّت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

8 اکتوبر 1964ء کو ربوہ میں جدید لنگر خانہ کی بنیاد حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمدؒ نے رکھی۔ نُصرت گرلز پرائمری اسکول کی وسیع عمارت جو 1962ء میں تیار ہوئی تھی لنگر خانہ کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ اس عمارت کے ساتھ کمروں کو رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کے علاوہ باورچی خانہ سٹور اور کھانے کا ہال بنا دیا گیا۔ نئی عمارت کا رقبہ چار پانچ ہزار مربع فٹ تھا جبکہ 1965۔1966ء میں تکمیل کے بعد پوری عمارت کا مجموعی رقبہ پندرہ سولہ ہزار مربع فٹ ہوگیا۔

لنگر خانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں

1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناظمین لنگر خانہ سیّد مسعود احمد صاحب اور پروفیسر مرزا خورشید احمد صاحب کے ساتھ انتظامات کا جائزہ لیا دارالصدر کے مرکزی لنگر خانہ میں پہلی مرتبہ سوئی گیس سے کھانا تیار کرنے کا انتظام کیا گیا چنانچہ اس لنگر میں مسلسل کئی روز تک دن رات کام کر کے ایسے چولہے اور تنور تیار کئے گئے جن میں سوئی گیس ایندھن کے طور پر استعمال کی جاسکے۔ مستری عبد الرحمٰن اور ان کے رفقائے کار اور جامعہ کے ڈیڑھ سو طلباء نے مسلسل شب وروز محنت کی انہوں نے 80x400 فٹ کے رقبہ میں زمین کو کئی کئی فٹ گہرا کھود کر مٹی باہر نکالی اور پھر اس میں تنور لگا کر اس مٹی کو دوبارہ ان کے گرد بھرا نیز ان کے درمیان سوئی گیس کی پائپ لائنیں بچھانے اور اسے ریگولیٹ کرنے والے آلات نصب کرنے کے لئے خاصے گہرے اور کشادہ راستے بنائے۔ حضرت صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور سیّد میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کو بوقتِ ضرورت خواتین سے روٹیاں پکوانے کا انتظام مکمل رکھنے کی تاکید فرمائی۔

1969ء میں روٹی پکانے کی دو مشینیں لگائی گئیں۔ چھوٹی مشین پر ایک وقت میں دو نانبائی کام کرتے تھے۔ حضور انور معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے تو روٹی کی مشین چل رہی تھی۔ حضورؒ نے پکی پکائی روٹیاں نکلتی ہوئی دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا۔ بعض روٹیاں اٹھا کر اور چکھ کر روٹی کی کوالٹی پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ دوسری مشین پر کراچی کے دو انجینئر منیر احمد خان اور نعیم احمد خان صاحب دو ماہ سے مسلسل کام کر رہے تھے توقع رکھی گئی تھی کہ دو ہزار روٹیاں فی گھنٹہ بغیر نانبائی کی مدد سے تیار ہوں گی۔ مشینوں کے لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں پُرزے تیار کئے گئے۔ مکینیکل پیچیدگیاں اور باریکیاں حل کرنے میں مندرجہ بالا دو انجینئر کا ساتھ فزکس ایم ایس سی کے طالب علم مرزا لقمان احمد صاحب نے دیا۔

17 نومبر 1971ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جلسہ سالانہ کے لئے نانبائیوں کی فراہمی کی دقّت کو پیش نظر رکھتے ہوئے لجنہ کو تحریک فرمائی کہ ایسا انتظام رکھیں کہ فوری طور پر خواتین پیڑے اور روٹی بنانے کے لئے تیار ہوں آپ نے فرمایا کہ:

”اگر ضرورت پڑے گی تو ہم اپنی بہنوں کو روٹی پکانے والی مشینوں پر بٹھا دیں گے۔ اپنی ماؤں کو بٹھا دیں گے اور اپنی بیٹیوں کو بٹھا دیں گے اور کہیں گے پیڑے بناؤ اور روٹیاں لگاؤ تاکہ محمد ﷺ کے اس قلعہ میں آنے والے مہمانوں کو کھانا مل سکے اپنے گھروں میں جب مہمان آتے ہیں تو بعض دفعہ ایک ایک عورت دس دس، پندرہ پندرہ سیر آٹا گوندھ کر روٹیاں پکالیتی ہے تو خدا کے محمد ﷺ کے مہدی کے گھر مہمان آئیں اور عورتیں باہر بیٹھی رہیں یہ تو نہیں ہوسکتا۔“(الفضل 19 دسمبر 1972ء)

1973ء سے چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے۔

1974ء میں جماعت کے لئے مشکلات کا ایک نیا صبر آزما دور شروع ہؤا۔ رحیم و کریم خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے سکینت کے سامان بھی کئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو ایک مرتبہ پھر وَسِّعْ مَکَانَکَ کا الٰہی حکم ملا اور اس حکم کے بجالانے کے سامان بھی بہم ہوتے گئے کثرت سے مہمان خانے تعمیر ہوئے جو جدید سہولتوں سے آراستہ تھے۔ اہل ربوہ نے اکثر وبیشتر اپنے مکانوں کو وسعت دی اور مہمانوں کے لئے

زیادہ گنجائش نکالی۔

31دسمبر 1977ء کی اشاعت میں اخبار الفضل لکھتا ہے۔

”اس سال جو احباب لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کھانا کھاتے رہے ان کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی گذشتہ سال 78 ہزار آٹھ صد تھی اس میں ربوہ کے وہ ہزار ہا احمدی شامل نہیں جو جلسہ کے ایام میں بھی لنگر خانہ سے کھانا نہیں لیتے“

1979ء کے جلسہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑا دلچسپ تبصرہ سنایا۔ حضور نے فرمایا:

”گزشتہ سال جلسہ سالانہ ربوہ کی آبادی سمیت مہمانوں کی تعداد ہمارے اندازے کے مطابق ایک لاکھ پچاس ہزار تھی۔ اتنے لوگوں کو وقت پر کھانا کھلا دینا خود اپنی ذات میں ایک معجزہ ہے لندن کی ایک بوڑھی عورت جلسہ سالانہ ربوہ آئی۔ جب اس نے لنگر خانہ دیکھا اور مہمانوں کو وقت پر کھانا مہیا کئے جانے کے انتظامات کا مشاہدہ کیا تو وہ بہت حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ اگر میں واپس جا کر یہ بتاؤں کہ کس طرح تھوڑے سے وقت میں اتنے بڑے اجتماع کو تازہ پکایا ہوا کھانا مہیا کیا جاتا ہے تو میرے رشتے دار یقین نہیں کریں گے اور کہیں گے یہ وہاں سے پاگل ہو کر آئی ہے“ (خطبہ فرمودہ 8اگست 1980ء لندن)

جلسہ سالانہ لنگر خانہ کے انتظامات میں عموماً سات شعبے سات افسران صیغہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔(1) نظامت لنگر خانہ۔(2) انتظام۔(3) آٹا گندھوائی۔(4) انتظام روٹی پکوائی۔(5) انتظام تقسیم روٹی۔(6) انتظام دیگ پکوائی۔(7) انتظام تقسیم سالن اور انتظام پہرہ لنگر خانے کا الگ چارٹ بنتا ہے اور اوسطاً 6000 رضا کار ڈیوٹی دیتے ہیں۔

1980ء تک چھ لنگر خانے کام کرتے رہے بیرونی ممالک کے مہمانوں اور پرہیزی کھانے کا علیحدہ انتظام تھا۔ اس سال دیگوں کے لئے جو عطیات جمع ہوئے تھے اُن سے 260 دیگیں خریدی گئیں جو پہلی دفعہ 1980ء میں استعمال ہوئیں۔

1981ء میں محلہ دارالیمن میں نیا لنگر خانہ تعمیر کیا گیا اس طرح لنگر خانے سات ہو گئے۔ نئے لنگر خانے میں سوئی گیس نہ ہونے کی وجہ سے لکڑی استعمال کی گئی اس میں 32 تنور لگائے گئے پرہیزی کھانے کا لنگر خانہ ملا کر کل آٹھ لنگر خانوں میں کام ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ انتظامات کا جائزہ لیتے اور ہدایات دیتے۔ 1981ء میں ایک لاکھ پچاس ہزار افراد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر سے کھانا کھایا۔

لنگر خانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں

1982ء میں نو بڑے لنگر خانے کام کرتے رہے ایک نیا لنگر خانہ دار النصر غربی میں تعمیر کیا گیا جس میں دس ہزار افراد کے لئے کھانا پکنے کی گنجائش تھی۔ روٹی پکانے کی مشینوں کی تعداد 66 ہو گئی۔ مکرم منیر احمد صاحب کی سرکردگی میں روٹی پکانے والی مشینوں کے ساتھ آٹومیٹک یونٹ تیار کئے گئے اُس وقت تک مشینوں سے یہ کام لیا جاتا تھا کہ آٹا گوندھ کر اس کا پیڑا بنا کر اور روٹی بنا کر مشین میں ڈالی جاتی تھی جس کو مشین پکاتی تھی۔ آٹومیٹک یونٹ تیار ہونے کی صورت میں گندھا ہوا آٹا ڈالنے سے روٹی تیار ہو جاتی۔ مرزا غلام احمد صاحب اور مبارک مصلح الدین صاحب لنگر خانے اور مہمان نوازی کے جملہ انتظامات میں چودھری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ بطور نائب خدمات بجالاتے رہے۔

1983ء میں روٹی پکانے کی چودہ نئی مشینیں بنوائی گئیں۔ ایک نیا لنگر خانہ دارالرحمت شرقی میں تعمیر کیا گیا جس میں بیک وقت بیس ہزار مہمانوں کا کھانا تیار کرنے کی گنجائش تھی۔ دو نئی مشینیں پیڑے بنانے کے لئے تیار کی گئیں۔ روٹی بنانے کے لئے آٹومیٹیک مشین بھی بنائی گئی جو مکرم منیر احمد خان صاحب نے تیار کی۔

پرہیزی لنگر خانے سمیت 9 لنگر کانے کام کرتے رہے۔

جلسہ سالانہ 1983ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ:

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو نظام جماعت قائم فرمایا اس کی پانچ شاخوں سے ایک نظامت لنگر خانہ یا نظارتِ ضیافت تھی۔

گزشتہ اعداد شمار کے مقابل پر امسال کے اعداد شمار بھی بتاتے ہیں کہ اس سال نمایاں اضافہ کے ساتھ مہمان تشریف لائے گزشتہ سال کل مہمان تین لاکھ تریسٹھ ہزار آٹھ سو چونسٹھ تھے۔ اور امسال چار لاکھ چونسٹھ ہزار چھ سو پینتیس ہوئے بعض مہینوں میں مہمانوں کی تعداد اکانوے ہزار تک پہنچ جاتی رہی چونکہ ان کے لئے رہائش کی دقت ہو جاتی تھی باوجود بار بار وسعت دینے کے پھر مزید ضرورت پیدا ہو گئی اور ان شاء اللہ ابھی بھی پیدا ہوتی رہے گی۔ تو اس کے لئے ایک جدید بلاک تعمیر کیا گیا ہے جس میں بارہ بیڈ رومز ہیں ان میں ایک سے زائد مہمان ٹھہر سکتے ہیں اس طرح کھانے وغیرہ کے کمرے الگ الگ بنائے گئے ہیں۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ 1983ء، مطبوعہ الفضل 12 اپریل 1984ء)

جلسے کا نظام دُنیا کے بیس سے زائد ممالک میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

”اب جلسے کا یہ نظام دُنیا کے بیس سے زائد ممالک میں خدا کے فضل سے جاری ہو چکا ہے اور رفتہ رفتہ پھیلتا جا رہا ہے اور اُمید ہے کہ چند سال کے اندر اندر ان شاء اللہ ایک قادیان کا جلسہ اپنے ہم شکل اتنے جلسے پیدا کر دے گا کہ 100 ممالک سے زائد میں ویسے ہی جلسے ہوا کریں گے اور ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر جاری ہو گا پس چونکہ جماعت کو یہ نام بہت پیارا ہے اور مسیح موعودؑ کے لنگر کے ساتھ ہی دل نرم ہو جاتے ہیں اور طبیعت میں بے شمار محبت جوش مارتی ہے اس لئے جلسے کو

کارکنان کی کمی نہیں ہو سکتی۔" (خطبہ فرمودہ 20 جولائی 1990ء برطانیہ' مطبوعہ 10 اکتوبر 1990ء الفضل)

ماہ و سال کی سو سالہ طوالت پر ایک طائرانہ نظر سے کہیں زیادہ ایمان افروز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ پُر جلال پیش گوئی ہے جو روشن تر مستقبل کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے۔

"اگر احمدی اپنے ایمان پر قائم رہے تو یہ لنگر بھی ہمیشہ قائم رہے گا اور کبھی نہیں مٹے گا کیونکہ اس کی بنیاد خدا کے مسیح موعودؑ نے قائم کی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ تین سو سال کے اندر تیری جماعت ساری دُنیا پر غالب آ جائے گی اور تین سو سال میں یہ لنگر ربوہ میں نہیں رہے گا بلکہ تین سو سال کے بعد ایک اور لنگر امریکہ میں بھی ہو گا۔ ایک انڈیا میں بھی ہو گا۔ ایک جرمنی میں بھی ہو گا۔ ایک روس میں بھی ہو گا۔ ایک چین میں بھی ہو گا۔ ایک انڈونیشیا میں بھی ہو گا۔ ایک سیلون میں بھی ہو گا۔ ایک برما میں بھی ہو گا۔ ایک لبنان میں بھی ہو گا۔ ایک ہالینڈ میں بھی ہو گا۔ غرض دُنیا کے ہر بڑے ملک میں یہ لنگر ہو گا۔"(سیر روحانی جلد سوم صفحہ 126)

یہ جلسہ ہمارا

مبارک احمد عابدؔ

مبارک مبارک مبارک مبارک — یہ دن ہوں مبارک ، مبارک ہوں یہ دن
یہ جلسہ ہمارا، یہ دن برکتوں کے — خدا کی عنایات اور شفقتوں کے
یہ دن ہوں مبارک ، مبارک ہوں یہ دن — خلافت سے پُر نور یہ ماہ یہ سِن
یہاں آسمانی گجر بج رہا ہے — پھلوں سے اُلوہی شجر سج رہا ہے
نئے پھول ہر شاخ پر کھل رہے ہیں — جو ابرِ کرم سے گلے مل رہے ہیں
یہ دن ہوں مبارک ، مبارک ہوں یہ دن — خلافت سے پُر نور یہ ماہ یہ سِن
مسیح زماںؑ کے جو مہمان آئیں — خداوندِ اکبر کے فیضان پائیں
ہر اک رخ پہ نورِ جمالِ سحر ہو — کسی پہ نہ گردِ ملالِ سفر ہو
یہ دن ہوں مبارک ، مبارک ہوں یہ دن — خلافت سے پُر نور یہ ماہ یہ سِن
وہ نوروں نہایا حسیں شاہزادہ — مسیحا کے منبر پہ ہے زیبِ جلوہ
وفا رنگ جلوے بکھرنے لگے ہیں — ہر اک دل میں جذبے نکھرنے لگے ہیں
یہ دن ہوں مبارک ، مبارک ہوں یہ دن — خلافت سے پُر نور یہ ماہ یہ سِن
حصار عافیت کا یہ اجلاس گاہیں — یہیں پر ملیں گی جہاں کو پناہیں
یہیں پر ہیں تقویٰ بھری التجائیں — یہیں پر ہیں پُر سوز جذبے دعائیں
یہ جلسہ، یہ جذبہ، دعائیں مبارک — حضورِ خلافت، وفائیں مبارک

یہ جلسہ ہمارا، یہ دن برکتوں کے

حسنیٰ مقبول احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں 27 دسمبر 1891ء میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ اس جلسہ کے بعد 30 دسمبر 1891ء کو آپؑ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ ہر سال دسمبر کی 29,28,27 تاریخ کو جماعت کا جلسہ سالانہ مرکز احمدیت میں منعقد ہؤا کرے گا۔ اسی اشتہار میں آپؑ نے جلسہ کی اغراض و مقاصد بیان فرمائیں۔ آپؑ نے اس کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضُعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدمِ موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 302)

آپؑ نے اس جلسے کی سب سے بڑی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں..."

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

امریکہ میں رہتے ہوئے آپؑ کی یہ تحریر ازدیادِ ایمان کا باعث بنتی ہے اور روح خوشی سے سرشار ہو جاتی ہے کہ مسیح دوراں کے مبارک الفاظ کیسے کیسے رنگ لاتے ہیں سبحان اللہ۔ اب امریکہ میں وسیع پیمانے پر جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے ہیں، الحمدللہ۔

اہالیانِ امریکہ کو ان جلسوں سے دینی فائدہ اٹھانے اور افراد جماعت سے ملنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ گھروں اور محفلوں میں جلسہ سالانہ کے تذکرے پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہیں اور یہ قدرتی بات ہے کہ اس کے ہر ذکر کے ساتھ طائرِ تخیل ربوہ کی مقدس بستی میں پہنچ جاتا ہے۔

خاکسار کا تعلق ربوہ سے ہے اور ربوہ میں رہنے کے بہت سے روحانی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہؤا کہ کئی سال وہاں جلسہ سالانہ مستورات کی تیاریوں، مہمانوں کے استقبال اور جلسہ کے دوران ڈیوٹیاں دینے کی سعادت ملتی رہی۔

بظاہر تو وہ تین دن کا ایک اجتماع ہوتا تھا لیکن اپنی افادیت کے لحاظ سے یہ ایک عظیم روحانی تربیت کا انتظام ہے جس کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں قادیان میں فرمایا تھا۔ اور اسی افادیت کے پیش نظر آپؑ نے یہ اعلان فرما کر کہ یہ جلسہ ہر سال منعقد ہوا کرے گا، اس وقت کے افراد جماعت اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک مستقل تعلیم و تربیت، ملاقات اور یکجہتی کا لائحہ عمل ترتیب فرما دیا۔

الحمدللہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کی بجا آوری میں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے انعقاد کا اہتمام پورے جوش و جذبہ سے کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں تو یہ جلسہ قادیان میں ہی منعقد کیا جاتا تھا۔ قادیان دارالامان سے ہجرت کے بعد پاکستان میں یہ مرکزی جلسہ پہلے دو سال لاہور میں منعقد ہوا۔ جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں 1949ء سے اس سالانہ جلسہ کا آغاز ہوا جو 1983ء تک ربوہ میں جاری رہا۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت اور وہاں رہائش پذیر ہونے کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کو بین الاقوامی اور مرکزی جلسہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ پاکستان میں 1983ء کے بعد سے اب تک یہ جلسہ فی الحال منعقد نہیں ہوا لیکن دنیا کے بہت سے بڑے ممالک میں وہاں کی سہولت کے مطابق مختلف تاریخوں میں اس جلسہ سالانہ کا اہتمام ہوتا ہے جس سے نہ صرف احمدی مسلمان بلکہ غیر از جماعت بھی کثیر تعداد میں فیض اٹھاتے ہیں۔ جلسے کی برکات بذریعہ ایم ٹی اے تو دنیا کے کناروں تک پہنچتی ہیں،

الحمدللہ۔اس مضمون میں ربوہ میں خلافتِ ثالثہ اور خلافتِ رابعہ کے دور کے جلسہ ہائے سالانہ کی کچھ یادیں پیش ہیں۔

شہر ربوہ میں جلسے کی رونق، دریائے چناب کے کنارے خوبصوت پہاڑیوں سے سجا، سادہ، صاف پر سکون شہر جس میں زیادہ تر لوگ سڑکوں، بازاروں میں پیدل چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ یا آمد و رفت کے لیے سائیکل، موٹر سائیکل اور تانگہ کا استعمال ہوتا تھا۔اس وقت شہر میں اکا دُکّاہی گاڑیاں ہوتی تھیں جس کے باعث ڈیزل اور پٹرول کی بدبو شہر میں تو کہیں محسوس نہیں ہوتی تھی البتہ برلبِ شہر بڑی شاہراہ پر آنے جانے والی ٹریفک اپنی موجودگی کا اچھا خاصا احساس دلا جاتی۔ جلسے کے دنوں میں اس ٹریفک میں اضافہ ہو جاتا۔

جلسہ کے نزدیک دارالضیافت، منڈی اور گولبازار میں رونق بڑھنے لگتی۔ بازاروں میں نئے چہرے اور گہما گہمی نظر آتی۔ مستقل بازاروں کے اطراف میں عارضی ٹھیلے سجے ہوئے ملتے جن کا جلسے کے ماحول اور یادوں میں ایک اپنا ہی تاثر تھا۔ ان دکانوں پر دیگر اشیاء کے علاوہ موسم سرما کی مخصوص اشیائے خورونوش بھی مہیا ہوتیں۔ جن سے اہل ربوہ اور مہمان یکساں لطف اٹھاتے۔ یہ ٹھیلے جلسے کے قریب ہی منظر عام پر آتے اور جلسے کے بعد چند دن میں ہی ایک ایک کر کے اگلے جلسے تک کے لئے غائب ہو جاتے۔ لیکن اپنے پیچھے مزید اریادیں اور تذکرے چھوڑ جاتے۔

جلسے سے چند ہفتے قبل ہی مسجدوں میں حاضری پہلے سے بڑھ جاتی۔ پاکستان کے دوسرے شہروں اور دوسرے ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی۔ نماز کے اوقات میں ربوہ کی گلیوں میں مناظر دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ ہر کسی کو خلیفۂ وقت کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی لگن ہوتی۔

اسی طرح بہشتی مقبرہ میں بھی مہمانوں کا آنا جانا سارا دن ہی لگا رہتا جو نہ جانے کب سے اپنے پیاروں کی قبروں پر جا کر دعا کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ بہشتی مقبرہ کے احاطۂ خاص میں مدفون بزرگوں کی قبروں پر دعا سے اس کا آغاز ہوتا اور اس میں جانے کے لئے بعض اوقات باری کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔

لنگر خانہ کے کام میں تیزی آجاتی، روٹی بنانے کی مشینوں کا کام بھی پہلے ہی شروع ہو جاتا۔ ایک بار لنگر خانہ میں کام کرنے والوں کی کمی کی وجہ سے خواتین کو بھی گھروں سے روٹی بنا کر لنگر خانہ کی ضرورت پوری کرنے کی توفیق ملی۔

جلسے کی تیاری، جلسہ دسمبر کے مہینے میں ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ جلسہ کے اغراض و مقاصد کی روشنی میں اور خلیفۂ وقت کی ہدایات کے مطابق، جماعتی سطح پر کافی عرصہ پہلے ہی جلسہ کی تیاریوں کا آغاز ہو جاتا تھا۔

جلسہ مستورات کی تیاری و منصوبہ بندی، جلسہ مستورات کی تیاری و منصوبہ بندی کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کے بعد انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے مختلف شعبہ جات ترتیب دیئے جاتے ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کو مختلف خدمات تفویض کی جاتیں۔ پھر نقشہ انتظام جلسہ سالانہ مستورات شائع کر دیا جاتا تا کہ ہر منتظمہ اپنی نائبات اور معاونات کو ان کے سپرد کام کے متعلق آگاہی دے سکے۔ محترمہ ناظمہ جلسہ سالانہ کی دی گئی ہدایات کے مطابق مفوضہ فرائض سمجھا دیئے جاتے۔ ٹریننگ کے لیے لجنہ اماءاللہ کی زیر نگرانی اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے ہر کام میں ایک ترتیب اور برکت نظر آتی جو مستعد دلوں کی تربیت میں اور نکھار پیدا کرتی۔ اسی جذبہ سے کثیر تعداد میں بچیاں اور مستورات اپنے آپ کو ڈیوٹیوں کے لیے پیش کرتی تھیں۔ جلسے کے کاموں کی یہ بہت نمایاں خوبصورتی ہے کہ ہر کوئی محض للہی اس عظیم انتظام میں خلوص اوراطاعت کے جذبہ سے اس طرح حصہ لیتا ہے کہ مشکل سے مشکل کام بھی معجزانہ طور پر آسان ہوتے چلے جاتے ہیں جس کی دنیا میں اور کہیں بھی مثال نہیں ملتی۔

ڈیوٹی کے لئے بِلّے (Badges) بنائے جاتے جس پر ڈیوٹی کا درجہ اور شعبہ لکھا جاتا مثلاً منتظمہ خدمت خلق، نائبہ منتظمہ خدمت خلق۔ معاونہ خدمت خلق وغیرہ۔ Badge ملنے پر ذمہ داری کا احساس ہوتا اور جلسے کے لئے جوش و جذبہ پہلے سے بہت بڑھ جاتا۔

گھروں میں جلسہ کی تیاری جلسہ سالانہ کی تیاری اور پروگراموں کی ترتیب جہاں جماعتی سطح پر ہوتی وہاں اہالیانِ ربوہ بھی اپنے گھروں کو جلسہ کے لیے تیار کرنے میں مصروف نظر آتے تھے۔ ایک عید کا ساسماں ہوتا تھا۔

ہم جو اس وقت طالب علمی کے دور سے گزر رہے تھے اور دسمبر میں نوماہی امتحانات سے فراغت کے بعد موسم سرما کی چھٹیاں ہوتی تھیں۔ ایسے میں جلسہ کی آمد ایک خاص تفریح بن جاتی۔ جلسہ کے مہمانوں کی آمد، عزیزو اقارب سے ملاقات اور پھر خالص روحانی ماحول میں تین دن جلسہ گاہ میں گزارنا ایک بہت بڑی سعادت تھی۔

گھروں میں خواتین میزبانی کے انتظامات کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتیں۔ چھوٹے موٹے تعمیری کام، مرمتیں، سفیدیاں رنگ وروغن اور سجاوٹ کا خاص اہتمام اور وقت سے پہلے پکوان کی تیاریاں شروع ہو جاتیں۔ نئے لحاف، نئے بستر بنتے۔ نئے برتنوں کا اضافہ کیا جاتا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ نئے کپڑے بنوائے جاتے یا اچھے کپڑے جلسہ کے لیے سنبھال کر رکھ لیے جاتے جیسے عید کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مہمانوں سے ملیں تو ہمارے لباس سے بھی ہماری خوشی کا اظہار ہو۔ یہ بھی ایک طرح

سے اکرامِ ضیف میں شامل ہے۔

میزبانی کے انتظامات کی مختلف صورتیں دیکھنے کو ملتی تھیں۔ بالخصوص کسیر یعنی پرالی کے گٹھے گھروں، بیرکس، دوسری عارضی قیام گاہوں اور جلسہ گاہ کے لیے مہیا کئے جاتے تھے۔ یہ کسیر فرشوں پر بستر کے نیچے بچھانے کے لیے استعمال ہوتی تھی اور وسیع و عریض جلسہ گاہوں میں حاضرین جلسہ گاہ کے بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ ایک عام سے سائز کے گھر میں بھی بعض اوقات چالیس پچاس سے بھی زیادہ مہمان ٹھہر جاتے تھے۔ یہ نظارہ دیکھنے کے لئے کچھ تفصیل میں جانا پڑے گا۔ کمروں سے معمول کا فرنیچر وغیرہ ہٹادیا جاتا اور پھر خالی کمروں کے فرشوں پر پرالی بچھا کر اس پر بستر ڈال دیئے جاتے تھے جیسے آجکل میٹریس وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ خواتین اور مرد حضرات کے لیے علیحدہ علیحدہ کمرے اور قیام گاہیں مختص کی جاتی تھیں۔ بہت سے گھروں میں ایسے ہی انتظامات ہوتے تھے اور میزبان خود عام طور پر سٹور روم میں یا کسی ایسے ہی حصے میں اپنے بستر بچھا لیتے اور گھر کا بہترین حصہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ایک گھر کی محدود سہولتوں کے باوجود سب مل جل کر بخوشی گزارا کرتے۔ کیونکہ اس کے پیچھے ایک ہی مقصد ہوتا تھا کہ حضرت اقدسؑ کی توقعات اوران کے اپنے پاک نمونہ کے مطابق جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے۔

دسمبر کے مہینے میں جلسے کی تاریخوں کے قریب تو تیاریاں عروج پر ہوتیں۔

یوں تو ربوہ میں عمومی طور پر صفائی کا معیار بہت اچھا تھا لیکن جیسے جیسے جلسے کے دن قریب آتے تو جماعت کے دفاتر، دیگر عمارتوں یہاں تک کہ سبزہ زاروں، درختوں اور پھولوں کی کیاریوں وغیرہ کی تزئین کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ نمایاں جگہوں پر جلسے سے متعلق خوش آمدید، تہنیتی پیغامات اور دعائیہ کلمات لکھے جاتے تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ پورا شہر اور اس شہر کا ہر گھر اپنے مکینوں سمیت حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کے استقبال اور میزبانی کے لیے بازو کھولے تیار کھڑا ہے کہ اے مسیح موعودؑ کے مہمانو! ہمارے گھر میں آکر قیام کرو تاکہ ہمارے گھر تمہارے وجود کی برکتوں سے بھر جائیں۔ یہ جذبہ آج بھی ایسے ہی یاد ہے اور اس کی یاد آج بھی لہو کو گرما دیتی ہے۔

ریلوے اسٹیشن پر اور بسوں کے اڈہ پر مہمانوں کے استقبال کے لیے خدام کی ڈیوٹیاں لگتیں۔ کچھ لوگ تو صرف یہ ایمان افروز مناظر دیکھنے کے لیے وہاں پہنچ جاتے۔ خاندانوں اور قافلوں کی صورت میں مہمان ربوہ کی بستی میں اترتے۔ ان کے چہروں پر مرکزِ احمدیت، خلیفۂ وقت کے مسکن میں آنے کی خوشی اور شکرانے کے آنسو دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے جو بزبان حال یہ کہہ رہے ہوتے تھے کہ ؎

پھر آئے ہیں آئے ہیں جلسے میں ہم
بصد شوق و جذبۂ نو دم بہ دم
سروں پر خلافت کا سایہ لیے
مئے شوق کے ساغر و خُم پیٔے
جلا کر دلوں میں وفا کے دیے
اطاعت کو سینوں میں روشن کیے
پھر آئے ہیں آئے ہیں جلسے میں ہم

میزبان یا ڈیوٹی پر موجود خدام مہمانوں کو ان کی جائے قیام تک بصد احترام پہنچا کر آتے۔ گھروں کے علاوہ بیرکس اور جامعہ نصرت اور نصرت گرلز ہائی سکول میں بھی خواتین کے لیے علیحدہ قیام وطعام کا انتظام ہوتا تھا۔

دن اور رات کا کوئی بھی پہر ہو ہر گلی کوچہ جاگ رہا ہوتا تھا۔ سارا دن گلی میں تانگوں کے گزرنے اور رکنے کی آوازیں آتیں۔ مہمانوں کے اترنے اور سامان اتارنے کے مراحل پر مشتمل یہ پر لطف سا شور رات گئے تک جاری رہتا۔ جن کے گھر مہمان آجاتے تو گویا ان کا جلسہ اسی وقت سے ہی شروع ہو جاتا۔ بچھڑے ہوئے رشتہ دار ملتے، رات گئے تک محفلیں لگتیں، دکھ سکھ پھولے جاتے اور وہ وقت کئی جہات سے بہت ہی بامعنی اور خوبصورت ہو جاتا۔

صبح سویرے ہی گھروں میں ٹھہرے ہوئے مہمانوں کے لیے لنگر خانہ سے کھانا لانے اور صبح کی شفٹ کی ڈیوٹی پر جانے والوں کا رش شروع ہو جاتا۔ بیرکس میں بھی علی الصبح ہی ناشتے کی تیاری شروع ہو جاتی تھی۔ صبح بیرکس میں جاکر بڑی بڑی کیتلیوں میں گرم چائے بھر کر کھانے کے ساتھ ہر کمرے میں جا کر سب کو پیش کی جاتی۔ کچھ بچیاں آب رسانی کے فرائض سرانجام دیتی نظر آتیں۔ مٹی کے آبخورے اور سٹیل کے برتن وغیرہ استعمال ہوتے تھے۔ سارا سال ہی گھروں میں اچھے کھانے بنتے ہیں لیکن جلسے کے دنوں میں مسیح کے لنگر کی مخصوص خوشبو والی لذیذ دال اور آلو گوشت اور گرما گرم روٹیوں کا ذائقہ اور معیار انہی دنوں کے ساتھ مخصوص تھا۔

جلسے کی کارروائی، جلسے کے تین دن کی کارروائی کا نظارہ الفاظ میں بیان کرنا یا اس کا حسن کسی تصویر میں دکھانا مشکل ہے۔ عاشقانِ خلافت کے لیے سب سے بڑی کشش خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود ہے۔ جلسہ میں ان کے خطابات سننا، خاص طور پر جلسہ گاہ مستورات میں ان کا خطاب سننا، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا، ان کی دعائیں حاصل کرنا بہت بڑی سعادت محسوس ہوتی ہے۔ بہت سے خوش نصیب قریب سے ان کے دیدار اور ملاقات کا شرف بھی حاصل کرتے۔ بالخصوص ان دنوں میں خاندان

حضرت مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ سے ملاقات ہو جاتی تھی جو ایک قابل تقلید نمونہ کے ساتھ جلسہ گاہ کے سٹیج، اور دوسرے حصوں میں امور انتظام سنبھالتے ہوئے دکھائی دیتی تھیں۔ جماعت کے اعلیٰ پائے کے مقررین کی علم و فیض سے بھرپور تقاریر سننے کا موقع میسر آتا۔ جلسے پر آتے جاتے جماعت کی بہت سی اہم شخصیات کو دیکھنے کا بھی موقع ملتا۔

اندرون جلسہ گاہ کا نظارہ بھی خوب یاد ہے۔ وسیع کھلا میدان جس میں کسیر بچھی ہوتی تھی۔ ایک طرف سٹیج اور اس کے قریب کرسیوں والا حصہ جس پر شامیانہ لگا ہوتا تھا۔ ہم گھروں سے کسیر پر بچھانے کے لیے چادر اور جائے نماز۔ اور کچھ کھانے پینے کے لوازمات وغیرہ ساتھ لے کر جاتے تھے۔ جلسے کے سیشن قدرے طویل دورانیہ کے ہوتے تھے۔ سخت سردی اور بعض اوقات ہلکی بارش کی پھوار میں بھی کسیر پر بیٹھ کر گھنٹوں جلسہ کی لمبی لمبی تقاریر پورے جذب کے ساتھ سنی جاتی تھیں۔ اس دوران پیش کئے جانے والے منظوم کلام اور پرشوکت نعرہ ہائے تکبیر اس محویت میں اور بھی اضافہ کرتے تھے۔

جلسے کے دنوں میں عبادتوں کے معیار بھی بہت بڑھ جاتے، جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں، نماز تہجد، باجماعت نمازیں، قرآن کریم کی تلاوت کا خصوصی اہتمام ہوتا اور بعض لوگ جلسہ کی کامیابی کے لیے روزے بھی رکھتے۔

جلسے کے اختتام کے بعد بھی چند دن یہ گہما گہمی رہتی۔ رشتہ داروں سے گھروں میں میل ملاقات ہوتی۔ بڑے مل بیٹھتے اور بچوں کے مستقبل یعنی رشتوں پر بات ہوتی، بہت اپنائیت تھی اس معاملہ میں۔ یوں جہاں قریبی رشتہ داروں سے ملاقات ہوتی وہاں اور کئی نئے رشتے بھی طے پا جاتے۔ لوگ اکثر ان چھٹیوں میں ہی ربوہ میں ایسی تقریبات کا پہلے سے اہتمام کر کے آتے تھے تاکہ اس میں جلسے پر آئے ہوئے سارے عزیز و اقارب شامل ہو سکیں۔

مہمانوں کی روانگی کے بھی عجیب اداس نظارے دیکھنے کو ملتے تھے۔ لوگ اگلے سال پھر یہ برکتیں حاصل کرنے کے عزم اور دعا کے ساتھ اپنے گھروں کو روانہ ہوتے۔ جلسے میں سنے گئے حقائق و معارف کا زادِ راہ اگلے سال تک کے لیے ساتھ ہوتا۔ بیرون از ربوہ جلسہ میں شمولیت کے لیے آنے والے بعض مخلصین ذاتی شوق کی بناء پر جلسہ کی تقاریر اور کارروائی کو ریکارڈ کرنے کا اہتمام کرتے تاکہ سارا سال اپنے گھروں میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ پر معارف تقاریر سے مستفیض ہوتے رہیں۔ مسیح موعودؑ کے لنگر کی روٹی بھی بطور تبرک احتیاط سے سامان میں رکھی جاتی۔ عقیدت کے نرالے انداز ہیں۔

گھر واپس جاتے ہوئے عموماً خوشی ہوتی ہے لیکن مرکز سے اور اپنوں سے بچھڑتے ہوئے یہ احساس بھی ہوتا کہ یا قسمت یا نصیب سال کے بعد ربوہ کے خالص اسلامی ماحول میں گزارے ہوئے دن پھر سے دیکھنا نصیب ہونگے۔ ایسے دن جو ربانی تذکروں اور پرسوز اجتماعی دعاؤں کی وجہ سے لوگوں کے دل اور زندگیاں بدلنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

'سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں' وہ لوگ جنہیں قادیان یا ربوہ کے جلسے میں شمولیت کا موقع نہیں ملا اور اس کی صرف تفصیلات سنتے ہیں وہ ضرور سوچتے ہونگے کہ دور حاضر کے کسی بھی ملک کے جماعت احمدیہ کے جلسے اور ربوہ، پاکستان کے جلسے میں کوئی نمایاں فرق نہیں۔ یہ بات درست بھی ہے۔ کیونکہ اصل تو جلسے کی غرض وغایت اور اس میں بیان کی جانے والی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ یہ حقیقت بھی ہمیشہ مسلّم رہے گی کہ وہ جلسے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں باذن اللہ تعالیٰ قرار پائے، جن جلسوں کے دوران اللہ تعالیٰ نے بعض الہامات کو پورا ہوتے ہوئے دکھایا، اور اس بستی میں ہونے والے جلسے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کا مسکن ہو جیسے ربوہ دارالہجرت اور لندن اور ہر وہ جلسہ جس میں خلفائے وقت بنفس نفیس شریک ہوں وہ تمام جلسے باقی جلسوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض جلسے اپنے حالات و واقعات کی وجہ سے سب کے لیے یا کچھ لوگوں کے لیے منفرد حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ وہ جگہیں بابرکت ہو جاتی ہیں جہاں یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ ابتدائی جلسوں کی یادیں اس لیے بھی اچھی لگتی ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے وہ جلسے قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے اصحابؓ کی صحبت میں دیکھے۔ ہمارے والدین نے ربوہ میں ان میں شمولیت کی، ان سے اپنے بڑھتے ہوئے ایمان اور فیض کو آئندہ آنے والی نسلوں یعنی ہم میں منتقل کیا جس کا اب ہم بھی مشاہدہ کرتے اور لطف اٹھاتے ہیں۔ جلسوں میں اور ان کے مقام میں اللہ تعالیٰ ایک برکت رکھ دیتا ہے جس کا ایک تسلسل ہے جو ہر آنے والے جلسے میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1948ء میں جماعت کے نئے مرکز احمدیت یعنی ربوہ کے قیام کے موقع پر فرمایا:

" قادیان کی تقدیس اسلام کی اشاعت اور اسلامی تعلیم کے قیام کا مرکز ہونے کی وجہ سے تھی۔ اگر یہ چیز اب قادیان کے بجائے کسی اور مقام سے شروع ہو جائے گی تو وہ مقام بھی بابرکت ہو جائے گا۔ اس طرح جس طرح ہجرتِ نبویؐ کے بعد گو مکّہ بھی

بابرکت رہا مگر خدا نے مدینہ کو برکت دے دی۔ جس طرح گو اصل مسجد خانہ کعبہ ہے مگر مسلمان ہر جگہ اس کی نقل میں مسجد بناتے ہیں اور وہ مسجد بابرکت ہو جاتی ہے۔ اس طرح گو ہمارا مرکز قادیان ہے لیکن اس کی نقل میں جو بھی مرکز بنیں گے یقیناً وہ سبھی بابرکت ہو جائیں گے۔ جس طرح خدا نے مکے اور مدینے کو برکت دی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کے خزانے میں ابھی اور بھی بہت سی برکتیں ہیں۔ تم صرف نیک نیتی سے دین کی خدمت کرنے کا تہیہ کر لو پھر جس جگہ مرکز بناؤ گے وہ مقدس ہو جائے گی۔"(بحوالہ الفضل 28 دسمبر 1948ء صفحہ 3)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے کے بارے میں فرمایا:

"یہ وہ جلسہ ہے جو ایک عالمی نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں محض اللہ کی خاطر دُور دُور سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں بہت سے فوائد باہمی محبت کے ذریعے بھی بڑھتے ہیں اور دیگر روحانی اور آسمانی برکات بھی بکثرت نازل ہوتی ہیں۔ جرمنی کا جلسہ بھی بہتر غیر معمولی نوعیت اختیار کر چکا ہے کینیڈا کا بھی اپنا رنگ رکھتا تھا امریکہ کا بھی، دور دور سے مہمان آتے ہیں اور ان سے مل کر محبتیں تازہ ہوتی ہیں پرانی یادیں پھر زندہ ہو جاتی ہیں اور آئندہ کے لیے گویا زادِ راہ مل جاتا ہے۔ بعض جلسے ایسے ہیں اتنا روحانی زاد چھوڑ جاتے ہیں ایسی غذا پیچھے چھوڑ جاتے ہیں کہ سارا سال یادوں میں ان کو کھایا جاتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوتیں۔ مگر یو۔کے یعنی United Kingdom کا جو جلسہ ہے اس کی اپنی ایک شان ہے۔ اس کثرت سے دور دراز سے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے دنیا کے کسی جلسے میں لوگ اس طرح اکٹھے نہیں ہوتے جیسے انگلستان کے جلسے میں آتے ہیں اس لئے اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت حاصل ہو گئی ہے۔"(جلسہ سالانہ، شائع کردہ جماعت احمدیہ برطانیہ صفحہ 63)

دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت احمدیہ جلسوں کا انعقاد کرتی ہے۔ اور جہاں بھی مقامی یا ملکی سطح پر جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور ہدایات کے مطابق ہوتا ہے۔ اب بھی ایسے ہی انتظامات، رونقیں اور برکتیں ہوتی ہیں۔ ممبران جماعت کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ خود تشریف لاتے ہیں یا بصورتِ دیگر اپنے نمائندہ کو جماعت کے نام پیغام دے کر بھجواتے ہیں۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظاروں سے نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی مستفید ہوتے ہیں۔ میزبان جماعتیں اور مہمان مل کر جلسے کی کامیابی کے لیے بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ الغرض جماعت کا ہر پروگرام اور ہر جلسہ ہی بہت قابل احترام ہے اور اس میں شامل ہونا باعث صد افتخار ہے

وہ بیت الفضل ہو بیت الفتوح ہو
جہاں خطبہ وہ دے ربوہ وہی ہے

ربوہ کے جلسوں کو اس شدت سے یاد کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بوجوہ فی الحال وہاں جلسے نہیں ہو رہے۔ جلسے کے انتظار اور تیاریوں میں جو دن گزارے جاتے ہیں وہ بھی بہت برکتوں اور دعائیں کرنے کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ربوہ میں پھر سے جلسوں کا انعقاد ہو۔ اور ہم سب اور ہماری نسلیں اس پیاری بستی میں پھر سے ان رونقوں اور برکتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں۔

دعا کریں کہ ہو ربوہ میں جلسہ سالانہ
ہزاروں لاکھوں سنیں پھر حضور کی تقریر
ہر اک زباں پہ ہو حمد و ثنا سلام و درود
فضا میں گونجے اذاں اور نعرۂ تکبیر

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسے سے متعلق ان ارشادات کی روشنی میں جلسوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341، ایڈیشن 1989ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ کی ان دعاؤں کا وارث بنائے:

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔ (اشتہار 7/ دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

"اس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 303)

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/مارچ 2022ء کو ممبران مجلس خدام الاحمدیہ میری لینڈ امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی

حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی طرف سے تیار کردہ ایک موبائل ایپ MKA Salat کو لانچ فرمایا۔ اس میں خدام کے لیے ایک نصاب ہے جو کہ ایک خادم کی بنیادی دینی تعلیم سے لے کر تفصیلی معلومات کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اس میں جماعتی لٹریچر سے بھی حوالہ جات موجود ہیں۔

کووڈ کے بارے میں حضور نے فرمایا:

میرے خیال میں امریکہ میں کووڈ کیسز بڑھ رہے ہیں۔ یہ بہتر ہے کہ کووڈ کے حوالہ سے جو حفاظتی تدابیر ہیں ان کو استعمال کیا جائے اور کم از کم ماسک کا استعمال ضرور کیا جائے۔ حفاظتی تدابیر ضرور کرنی چاہئیں اور یہی حکمت کا تقاضا ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور انور کو خدا کی ہستی پر یقین کس طرح کامل ہوا؟ کیا کوئی واقعہ پیش آیا جس کے ذریعہ سے حضور کا یقین خدا کی ہستی پر پختہ ہوا؟

حضور انور نے فرمایا کہ اچھا۔ بڑا مشکل سوال ہے۔ جیسا کہ میں نے اطفال کے سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ میری پرورش ایک ایسے ماحول میں ہوئی کہ جہاں مجھے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ موجود نہیں ہے۔ اور اس طرح میرے ذاتی تجربہ میں بھی چھوٹی عمر سے مجھے پتہ تھا کہ اپنی تمام ضروریات اور خواہشات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی جھکنا ہوگا اور اس سے یہ چیزیں مانگنی ہوں گی۔ اور جب میں بڑا ہوا 14-15 سال کا تو میں نے خود بھی تجربہ کیا، کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں کامیاب نہ ہو پاتا، خواہ وہ سکول کا امتحان ہی ہو۔ اس سے میرے ایمان کو تقویت ملی۔ اس کے بعد بھی بہت سے واقعات پیش آئے۔ اپنی ماسٹرز کی ڈگری کے وقت مَیں بہت پریشان تھا اور بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے اطمینان بخشا اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام دکھایا اور اس سے مجھے اطمینان ملا۔ اور جو میں نے خواب میں دیکھا وہ بھی پورا ہو گیا تو اس سے بھی میرے ایمان کو تقویت حاصل ہوئی۔ تو بہت سے واقعات ہیں میرے تجربہ میں بچپن سے لے کر آج تک جن میں اللہ تعالیٰ اپنے نشان دکھا رہا ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ میں پچھلے تین ہفتوں سے امریکیوں کے ساتھ ملاقاتوں سے لطف اندوز ہوا ہوں۔ اب یہ تیسرا ہفتہ ہے۔

صدر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ حضور انور کی امیدوں پر پورا اترنے والی ہو۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (تفصیل کے لیے 18/اپریل 2022ء کا انٹرنیشنل الفضل ملاحظہ فرمائیں)

امریکہ میں مقامی جماعتی تقریبات

جماعت احمدیہ ڈیٹرائیٹ (رپورٹ، سید شمشاد احمد ناصر)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ڈیٹرائٹ امریکہ نے 20 فروری 2022ء کو دو سال کے بعد مسجد محمود میں حاضر ہو کر پہلا جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا۔ گزشتہ دو سال سے کووڈ کی وجہ سے جلسہ میں احباب زوم کے ذریعے شامل ہوتے تھے۔ مسجد میں اس جلسہ میں 250 سے زائد لوگ شامل تھے۔ جلسہ سے پہلے نماز عصر ادا کی گئی اور عشائیہ دیا گیا۔ 6 بجے شام پروگرام صدر جماعت ڈیٹرائٹ مکرم مقبول احمد کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہؤا جو عزیزم ایان طاہر نے کی۔ عزیزم ہاشم بخاری نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

ریجنل قائد مکرم مسعود خان نے خوش الحانی سے اردو نظم سنائی اور انگریزی ترجمہ پیش کیا اس کے بعد مکرم مقبول طاہر نے اپنے صدارتی ریمارکس میں سب کو خوش آمدید کہا اور پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کیا۔ مکرم مرزا مبشر احمد نے پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ اردو میں پڑھ کر سنائے۔ ان کا انگریزی ترجمہ عزیزم اریض احمد نے پیش کیا۔ ڈاکٹر احمد منیر نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں آپ کی دوررس نظر' جماعتی اتحاد اور کارناموں کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیزم ہارون لغمانی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سنہری کارنامے بیان کئے۔ عزیزہ صباحہ احمد نے نظم پڑھی- اور زعیم انصار اللہ ڈیٹرائٹ مکرم محمود احمد قریشی نے پیشگوئی کے الفاظ "اس کی شہرت تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" کے بارے میں تقریر کی۔ مکرم عثمان منگلا نے سوال و جواب کا ایک دلچسپ پروگرام کیا جس میں سب نے حصہ لیا۔

آخر میں خاکسار نے تقریر کی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں قادیان میں 1944ء کے پہلے جلسہ مصلح موعود کے تاریخی حقائق بیان کئے۔

قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعود کے بعد ہوشیار پور، دہلی، لاہور اور لدھیانہ میں جو جلسے ہوئے ان میں حضرت مصلح موعودؓ خود بنفس نفیس شامل ہوئے اور آپ کے پیشگوئی مصلح موعود کے حقیقی مصداق کے بارے میں جو ارشادات تھے وہ بھی خاکسار نے سنائے۔

نیز حضرت مصلح موعود نے نظام خلافت کے استحکام کے لیے جو کوششیں کی تھیں وہ بیان کیں۔ آخر میں خاکسار نے اختتامی دعا کرائی۔ الحمدللہ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

جماعت احمدیہ آسٹن، ٹیکساس (رپورٹ حسنیٰ مقبول احمد)

جلسہ مصلح موعود الحمدللہ جماعت آسٹن کو 19 فروری 2022ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ایک تو جلسے کی اپنی خوشی تھی جو افرادِ جماعت ہر سال اس اظہارِ تشکر کے لئے اکٹھے مل کر مناتے ہیں کہ کس شان سے پیشگوئی مصلح موعود لفظ بہ لفظ پوری ہوئی اور اس کی برکات ہمیشہ نئے سے نئے رنگ میں جلوہ گر ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔ یہ خوشی بھی جلسے کے ماحول کو جِلا بخش رہی تھی کہ COVID-19 جیسی موذی وباء میں کمی ہوئی ہے اور ایک طویل وقفے کے بعد افراد جماعت کو مسجد میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کا موقع نصیب ہؤا ہے۔

تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر پیش کی گئیں:
حضرت مصلح موعودؓ کی ابتدائی زندگی۔ حضرت مصلح موعودؓ کا فہم القرآن۔ حضرت مصلح موعودؓ غیر مسلموں کی نظر میں۔ پیشگوئی مصلح موعود۔ حضرت مصلح موعودؓ کا دعاؤں پر پختہ ایمان۔

محترم مربی صاحب کی اختتامی تقریر سے قبل کلام محمود سے نظم 'نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے' پیش کی گئی۔ تمام تقاریر اپنی افادیت اور معیار کے لحاظ سے حاضرین کے لئے

ازدیادِ علم و ایمان اور دلچسپی کا باعث تھیں۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔ تقاریر، انتظامات، حاضری غرض ہر لحاظ سے یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

جلسہ مسیح موعود 20 مارچ کو آسٹن میں پورے جوش و جذبے کے ساتھ منایا گیا، حسبِ روایت اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ نے بھی اس میں بھرپور حصہ لیا، ایک طفل مکرم فہیم احمد نے تلاوتِ قرآن کریم سے اس بابرکت جلسہ کا آغاز کیا۔ مکرم رضوان محمود نے نظم پیش کی۔ پہلی تقریر ایک ناصرہ مکرمہ جاذبہ احمد نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی' پر کی۔ مکرم راشد وڑائچ صاحب نے بعنوان 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی میدان میں اعجازی شان' پُر معارف معلومات فراہم کیں۔ مکرم عارف مرزا نے نظم پیش کی۔ بعد ازاں محترم مربی صاحب نے 'Messiah Who Spoke the 5 Languages of Love' کے عنوان پر علمی بحث کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر دلچسپ رنگ میں روشنی ڈالی۔ آپ نے Kahoot کے ذریعے اس موضوع کے علمی پہلو کو مزید اجاگر کیا جس سے بچوں اور بڑوں سب نے سیکھا اور لطف اٹھایا۔

رمضان المبارک، بین المذاہب تبلیغی تقریب، عید الفطر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممبران آسٹن جماعت کو بالخصوص ماہِ رمضان میں مسجد میں باجماعت عبادات کی توفیق ملتی رہی روزانہ درس القرآن اور نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا، ہر ہفتہ بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار افطاری کا انتظام تھا جس میں سے ایک دن بین المذاہب تبلیغی تقریب اور افطاری کے لیے مختص کیا گیا۔ مہمانوں میں شہر کے میئر، کاؤنٹی کمشنر اور دیگر نمایاں علمی و مذہبی شخصیات کے علاوہ شہر کے مختلف علاقوں سے مہمانوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر مہمانانِ کرام کی جانب سے چار تقاریر پیش کی گئیں۔ جماعت آسٹن کی طرف سے محترم صدر صاحب اور مربی صاحب نے نمائندگی کی۔ محترم مربی صاحب نے اپنی تقریر میں انصاف کے تصور کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ انصاف وہ وصف اور نیکی ہے جو ایک انسان کو فرشتوں سے بھی افضل بنا دیتی ہے جبکہ ناانصافی ایک ایسی برائی ہے جو اسے پستی کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچا دیتی ہے۔

بعد ازاں سب نے اکٹھے روزہ افطار کیا۔ الحمدللہ یہ تقریب ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہی۔

جماعت کی تجنید میں ماشاء اللہ تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور مسجد میں بڑی تقریبات کا انعقاد مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ عید الفطر منانے کے لیے ایک بڑی عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی۔ ان تمام تقریبات میں آسٹن جماعت کی ضیافت حسبِ روایت مثالی تھی۔ دیگر انتظامات بھی دلجمعی سے کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت گزاروں کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

قیام خلافت کا مقصد اور اس کی برکات

شہلا احمد

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں آخری زمانے میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی توفیق بخشی ۔ آپؑ اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

اللہ تعالیٰ نے جس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے آپؑ کو مبعوث کیا اس کو تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے وہ اس کو ادھورا نہیں چھوڑ سکتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا وہ راضی نہیں ہو گا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے"

(انجام آتھم صفحہ 64 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 64)

اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت ہے کہ انبیاء کی وفات کے بعد نظام خلافت کے ذریعہ ان کے مشن کو آگے بڑھاتا ہے۔ قدرت ثانیہ کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"سواے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

(رسالہ الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305 تا 306)

اگر کوئی اس شک میں مبتلا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد خلیفۂ وقت کی بیعت کرنا کیوں ضروری ہے تو اسلامی لٹریچر کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ امام اور جماعت سے منسلک ہوئے بغیر مومنین کو حقیقی روحانیت اور کامیابی کا ملنا مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک ضروری بات یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرو ترقی انسان خود نہیں کر سکتا تھا جب تک ایک جماعت اور ایک اس کا امام نہ ہو۔ اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ خود بخود ترقی کر سکتا تو پھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی ۔ تقویٰ کے لیے ایک ایسے انسان کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ نفسوں کو پاک کرے ۔ دیکھو اس قدر حکماء گذرے ہیں کیا کسی نے صالحین کی جماعت بھی بنائی ہر گز نہیں اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ صاحبِ کشش نہ تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے بنادی۔ بات یہ ہے کہ جسے خدا تعالیٰ بھیجتا ہے اس کے اندر ایک تریاقی مادہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس جو شخص محبت اور اطاعت میں اس کے ساتھ ترقی کرتا ہے تو اس کے تریاقی مادہ کی وجہ سے اس کے گناہ کی زہر دور ہوتی ہے اور فیض کے ترشحات اس پر بھی پڑنے لگتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 626 تا 627)

ان عظیم مقاصد کے حصول کے لئے نبی کے جانشین کو خدا تعالیٰ خود منتخب فرماتا ہے۔ اس کے نتیجے میں پھر اس کے اندر کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے ...اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے

خلیفہ بنایا اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔''

(حیاتِ نور صفحہ 563)

اگرچہ جماعت احمدیہ میں خلافت کو مختلف ادوار میں بہت سے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے وعدوں کے مطابق خلافت کامیابی سے چلتی جارہی ہے اور چلتی جائے گی اور ان شاءاللہ تاقیامت جاری رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالی کے وعدوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلا ممکن ہو سکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت اپنی بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاءاللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو و نما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/جون 1982ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 17 تا 18)

ہم اس نعمت یعنی خلافت سے تبھی حقیقی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر ہم حقیقی معنوں میں اس کے اطاعت گزار ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی جماعت کو اس امر کی یاد دہانی کراتے ہوئے اطاعت اور تقویٰ کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہو گی جب رسول کی اطاعت ہو گی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہو گی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہو گے جب اطاعت گزار بھی ہو گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/اگست 2004ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان دعائیہ الفاظ سے اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

''مَیں اللہ تعالی سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے اور تم اور تمہاری نسلیں قیامت تک اس کا جھنڈا اُونچا رکھیں اور کبھی بھی وہ وقت نہ آئے کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں تمہارا یا تمہاری نسلوں کا حصہ نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے تمہارا اور تمہاری نسلوں کا اس میں حصہ ہو اور جس طرح پہلے زمانہ میں خلافت کے دُشمن ناکام ہوتے چلے آئے ہیں تم بھی جلد ہی سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں ان کو ناکام ہوتا دیکھ لو۔''

(خطاب فرمودہ 19/اکتوبر 1956ء۔ بحوالہ الفضل 24 اپریل 1957ء صفحہ 6)

درخواست دعا

عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ خاکسار کی اہلیہ مہوش انور ناز صاحبہ چند روز قبل بیہوش ہو گئی تھیں۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق دماغ میں ایک کلاٹ آیا ہے جس کی وجہ سے دماغ کا کچھ حصہ صحیح کام نہیں کر رہا۔ ڈاکٹروں کے مطابق اس کا طویل علاج درکار ہے۔

تمام قارئین سے انتہائی عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

خاکسار عابد انور خادم، ناظم تبلیغ مجلس انصار اللہ۔ ساؤتھ ریجن، یوکے

پاکستان سے ہجرت اور خدا تعالیٰ کی مدد

عظمیٰ بشارت، ڈیٹرائٹ

میں عظمیٰ بشارت ڈیٹرائٹ جماعت کی ایک رکن ہوں۔ میرے پر دادا ابو مکرم شیخ سراج الدین اور میرے دادا ابو مکرم شیخ حمید الدین جماعت سے محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے خلافت کے فدائی تھے میرے ابو جی مکرم شیخ وسیم احمد بھی جماعت کے فدائی ہیں ہماری گھٹی میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے اسلام احمدیت کا پیار ڈالا گیا ہے۔ میری شادی بھی ابا جان نے اپنے دوست مکرم میاں محمد اصغر کی دینداری دیکھ کر ان کے بیٹے سے کی۔ ہم پاکستان میں رہتے تھے۔ مجھے بچپن سے ملک سے باہر جانے کا شوق تھا کبھی کبھی سوچتی ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ شادی بھی پاکستان میں ہوئی شادی پر میری بڑی پھوپھو اور تایا جی جرمنی سے تشریف لائے ہوئے تھے میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کیسے جرمنی گئے۔ مجھے شوق تھا اس لیے میں معلومات لیتی رہتی تھی انہوں نے مجھے ایک ہی بات کہی جو کہ میں نے اپنے پلو سے باندھ لی انہوں نے میرے سوال کا جواب دیا کہ "پروں والے تو اُڑ جاتے ہیں بے پروں کا اللہ وارث" اور وہ بے پروں والے ہم تھے بس اس دن سے میں نے ہر وقت دعا کرنی شروع کر دی۔ پاکستان ہمارا بہت خوبصورت سا گھر تھا لیکن جماعتی حالات بہت خراب تھے بچے اسکول جاتے اور محلے میں غیر احمدی لوگ طرح طرح کی باتیں بچوں سے کرتے بچے جب مختلف سوال کرتے اور افسردہ ہوتے تو ہمیں بہت تکلیف ہوتی پھر ایک دن ہم دونوں میاں بیوی نے فیصلہ کیا کہ ہم یہاں سے دور ایسی جگہ جائیں جہاں ہمیں مذہبی آزادی ہو دعا میں تڑپ اس وقت پیدا ہوتی جب خلیفۂ وقت سے دوری کا احساس ہوتا۔ جب خطبہ سنتی تو رو رو کر دعا کرتی کہ ہم کیسے وہاں پہنچیں گے ہمارے تو پر ہی نہیں ہیں۔ ہمارے بچے چھوٹے تھے مگر حضور سے ملنے کے شوق میں دعائیں کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا سن لی۔

یہ 2013ء کا سال اور دسمبر کا مہینہ تھا جب ایک دن چھوٹے چھوٹے تین بچوں کے ساتھ بیرون ملک سفر کا سامان بن گیا۔ اس وقت فراست احمد وقفِ نَو بیٹا دس سال کا تھا بڑی بیٹی عائشہ صباحت 9 سال اور چھوٹی طوبیٰ بشارت 7 سال کی تھی۔ ہم نے فیصل آباد سے لاہور کی فلائیٹ لی اور وہاں سے جو اُڑے تو تھائی لینڈ پہنچے۔ یہ سفر پریشانی میں کٹا کیوں کہ اپنے والدین کو چھوڑ کر جانا اور وہ بھی غیر یقینی سے حالات میں آسان نہیں تھا میری امی کا یہ حال تھا جب ہم وہاں سے آئے تو بچوں کی طرح رو رو کر دعائیں کرتیں ابو جی تو ہمیشہ ہر بات میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس دن میرے بڑے بھائی مکرم شیخ محمد مسلم کے موٹر سائیکل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ ہمیں چھوڑنے نہیں آ سکے تھے بعد میں بھی بھابھی جی بتاتی تھیں کہ ہر وقت ہماری فکر رہتی۔ اس سفر کے سارے سلسلے میں پیارا بھائی مکرم شیخ طارق مسلم جو جرمنی میں موجود ہے سایے کی طرح بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ ہماری سانسوں کی طرح ساتھ رہا۔ بہت احساس سے محبت سے بھائی بھابھی نے سب کام کر کے دعائیں لیں۔ اللہ پاک نے ان کو 12 سال بعد اولاد سے نوازا۔ سب سے چھوٹا بھائی عطاء العلیم اور چھوٹی بھابھی ہر عید پر تحفوں کے پارسل کہ ذریعہ سے ہماری دور افتادہ زندگی میں خوشیوں کے رنگ بھرتے رہے۔ والدین بہن بھائیوں اور سب عزیزوں نے بہت دعائیں کی اس طرح وہ سب دعاؤں کے ذریعے ہمارے شامل حال رہے خدا تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے آمین۔

تھائی لینڈ ایک دوسری دنیا کا نام ہے یہاں ہم نے بالکل مختلف زندگی کا آغاز کیا۔ جس میں بہت سی مشکلات تھیں۔ ہم سب نے صبر اور شکر کا دامن تھامے رکھا جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوئی خدا تعالیٰ سے مدد مانگی اور معجزانہ طور پر خدا تعالیٰ نے مدد فرما کر ہمارے لئے آسانی پیدا فرمائی اور اب ہم آزمائش کے اس دریا سے پار اتر کر امریکہ پہنچ گئے ہیں۔ کبھی سوچا نہیں تھا کہ اس کی روداد بھی لکھوں گی ایک دن ہماری آپا امۃ الباری ناصر نے کہا عظمیٰ جو باتیں آپ نے کھانے کی میز پر بتائی تھیں وہ لکھ دیں۔ میں ان کی بات کیسے ٹال سکتی تھی۔ اپنی یادوں کو جمع کیا اور باوجود اس کے کہ لکھنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے لکھنے بیٹھ گئی ہوں۔ جناب عبد الکریم قدسی صاحب کے یہ اشعار حسبِ حال ہیں:

سامان کو بادیدۂ تر باندھ رہے ہیں
بھیگے ہوئے رومال میں گھر باندھ رہے ہیں
آنسو مرے رخساروں کی سیڑھی سے اتر کر
دامن میں دعاؤں کا اثر باندھ رہے ہیں

ہم نے پانچ سال اور چند ماہ تھائی لینڈ میں گزارے۔ قربانیوں کے اس سفر میں ہم نے بہت کچھ سیکھا سب سے بڑھ کر یہ کہ صرف خدا کے آگے جھکیں۔ اس مشکل کشا کے سامنے مشکلیں کوئی چیز نہیں دوسرے کسی کو دکھ تکلیف نہ دیں کیونکہ جو ہم کسی

کو دیں گے وہی ہمیں واپس ملے گا خوشیاں دیں گے تو خوشیاں ملیں گی۔ محبتیں بانٹیں تو ہر جگہ فضا ساز گار ہو جاتی ہے اگر کسی کا صبر آزمایا اور وہ برداشت کر گیا تو اس کی کشتی تو پار ہو جائے گی پر جس نے اس کو آزمایا حساب اس کو دینا پڑے گا اس لیے میں نے یہی سیکھا دعائیں کرو دعائیں اور دعائیں لینے کے سامان پیدا کرو اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب خدا تعالی کی عبادت میں لگے رہیں۔ تو ہر نیک کام کا انجام بخیر ہو گا۔ تھائی لینڈ میں میرے میاں کے والد مجھے بہت چاہنے والے خسر مکرم میاں محمد اصغر کی وفات کی خبر ملی وہ بہت تکلیف دہ وقت تھا جو ہماری فیملی نے برداشت کیا مرحوم تہجد گزار پانچ وقت کے نمازی اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے تھے ہمیشہ اپنی ساری اولاد کو خلافت سے وابستہ رکھا خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے آمین ہمیں آخری وقت ان سے دور ہونے کی بہت تکلیف ہوئی۔

نیت نیک اور منزل آسان والی کہاوت کی خوب سمجھ آئی ان سب کی محبتوں کے ساتھ ساتھ خدا تعالی کے فضلوں کی بارش بھی مسلسل ہوتی رہی بچوں کے پاپا کو بے انتہا محنت کرنی پڑی جو کہ رنگ لائی وہاں بھی بہت محبتیں ملیں تھائی لینڈ جا کر بچوں کا تھائی سکول میں داخلہ بھی ہو گیا۔ تھائی لینڈ میں ایک ادارہ ہے جو لوگ ہجرت کر کے آتے ہیں ان کے بچوں کو اسکول کی سہولت دیتا ہے جو کہ خدا کے فضلوں سے ہمیں نصیب ہوئی وہاں سب نے بہت تعاون کیا اور ابھی تک وہاں کی ٹیچرز اور اسکول کا سٹاف رابطے میں ہیں وہ بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔

ہم بچوں کو بھی خدا کی حمد و ثناء کی تلقین کرتے ہیں تا کہ جہاں رہیں خدا تعالی کا ذکر کرتے رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تھائی لینڈ کی سرزمین پر ہم خدا تعالیٰ کے ذکر کے بیج بو آئے ہیں۔ کوئی نہ کوئی ذریعہ بنے گا جو اس زمین پر اس کا ذکر ہو تا رہے۔ تھائی لینڈ میں جماعت کی ترقی ہو گی اور اس میں ہم نے بھی حصہ ڈالا ہے

ہم سب نے جماعتی پروگرام نمازیں، جمعہ، روزے لازم رکھے اور زندگی میں پہلی بار اعتکاف بیٹھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی الحمد للہ۔

جو خدا تعالی نے راستے کھولے بس وہی ذات ہے جو رحیم ہے جس نے ہم پر بے حد رحم فرمایا۔

تھائی لینڈ میں ہمارے امام الصلوۃ مہر الدین صاحب بڑی شفیق ہستی ہیں خدا تعالیٰ ان کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی سے نوازے آمین۔ اب کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں بہت دعا گو شخصیت ہیں ایک دن نماز کہ بعد میرے میاں نے کہا کہ ہمارے لیے دعا کریں تو انہوں نے بہت پیاری نصیحت کی کہ ایسے اچھے کام کرو کہ دوسرے کے دل سے خود آپ کے لیے دعا نکلے۔ گھر آکر میرے میاں نے یہ نصیحت ہمیں کی اور ہم سب نے یہی کوشش کی کہ ہم ان کی نصیحت پر عمل پیرا ہوں اور ہم سے کسی کو کوئی دکھ تکلیف نہ پہنچے آمین۔

ہجرت کے اس سفر میں مشکلات تو بہت آئیں پر جب کوئی مشکل آتی ہے تو وہ وقت اپنی روحانیت کو مضبوط کرنے کا وقت ہوتا ہے خدا تعالی کا قرب نصیب ہوتا ہے اور جب خدا تعالی اپنے فضلوں سے نوازتا ہے تو دل میں نور ہی نور بھر جاتا ہے خدا تعالی ہمیں اپنے نور سے منور فرماتا رہے آمین اور یہ سب کچھ خلافت احمدیہ کے فیض کے بغیر ناممکن تھا۔ اللہ تعالی کے فضل اور حضرت خلیفة المسیح کی دعاؤں سے ہمارے وہاں سے نکلنے کے سامان پیدا ہو گئے۔ اس ضمن میں حضور انور کی ہدایات سے بہت رہنمائی ملی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد اور آنے والی نسلوں کو ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ساتھ صدق و وفا کا تعلق نبھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

اب ہم اللہ کے خاص فضل سے امریکہ کی جماعت ڈیٹرائٹ میں رہتے ہیں یہاں خدا نے اپنے خاص نیک بندوں کو ہماری زندگیوں میں شامل کر کے ہمیں نوازا ہے۔

یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی پایا ہم نے

یہاں پر جماعت کے صدر صاحب، مربی صاحب اور سب احباب نے ہم سے بڑا پیارا سلوک کیا۔ ہمیں احساس نہیں ہونے دیا کہ ہم نئے آئے ہیں ایک خاندان کی طرح تعاون کیا۔ جس کے شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

آخر میں ان حضرات کے لیے جو وطن سے باہر آنے کے خواہش مند ہیں اپنی ناقص رائے دینا چاہوں گی۔ ہجرت کا فیصلہ کرنے سے پہلے پیارے آقا کو دعا کے لیے خط لکھیں اور ان کی اجازت سے ہجرت کریں۔ قانونی طریق سے آئیں۔ ورنہ بہت مشکلات برداشت کرنی پڑیں گی ایک مشکل کا بتا دیتی ہوں تھائی لینڈ میں UNO والوں نے ہمیں کہا کہ آپ واپس چلے جائیں ہم بہت پریشان ہوئے پھر ہم نے پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے سارا ماجرا بتایا اور پیارے آقا کی دعاؤں سے ہم اللہ کے فضل سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے الحمد اللہ رب العالمین سب خلافت کی برکات ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کی اطاعت کرنے والا فرمانبردار بنائے آمین یارب العالمین

میں دعا کرتی ہوں اور سب سے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ مہاجر احباب کی پریشانیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہو۔ آمین اللھم آمین۔

اس شمارے میں دو نئے قلم کاروں مکرمہ شہلا احمد اور مکرمہ عظمیٰ بشارت کے مضامین شائع کئے جا رہے ہیں۔ النور کے قلمی معاونین میں شامل ہونے پر ہم انہیں مبارک باد دیتے ہیں۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے اور سلطان القلم کی دعاؤں سے فیضیاب ہوں، آمین۔ (ادارہ النور)

پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خان

ایک شخص جسے ناگ (سانپ) پسند ہیں

THE MAN WHO LOVES COBRAS

Steven Freygood (2016)

کی تحریر کا آزاد ترجمہ

نوٹ: یہ انٹرویو 2016 میں ٹیلی فون پر لیا گیا۔

لگتاہے یہ قدرت کا نظام ہے کہ جس موسم میں مینڈک انڈے بچے پانیوں میں چھوڑ جاتے ہیں، اِسی موسم میں چھوٹے چھوٹے لڑکے، لڑکیاں ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی ہندوستان کے ایک گاؤں میں بھی ہو رہا تھا، جہاں 1944ء میں ایک بچہ محمد شریف نام پل بڑھ رہا تھا۔ یہ گاؤں کے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل ہی کھیل میں مون سون کے برساتی پانیوں میں، بارش میں نہاتے ہوئے، جون، جولائی کی گرم سہ پہروں میں مینڈک کے انڈے بچوں (ٹیڈپولز) کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے۔

میں یہاں وضاحت کر دوں، مینڈک کے بچے وغیرہ کھانے کے یا تلف کرنے کے لئے نہیں پکڑتے تھے بلکہ انہیں اپنے گھروں کے پچھواڑوں میں چھوٹے چھوٹے جوہڑ بنا کر ان میں چھوڑ دیتے، انڈوں کو ٹیڈپول کی شکل دھارتے اور پانی میں تیرتے دیکھ کر خوش ہوتے، ہو سکتا ہے یہ کچھ ایک بچپنے کی زندگی کے اسرار جاننے کی کوشش ہو۔ میرے ساتھ بھی بچپن میں ایسا ہی تھا، مگر دنیا کی دوسری طرف! ...

جب بچے ان ٹیڈپولز میں دلچسپی کھو دیتے، تو ان ٹیڈپولز کا کیا حشر ہوتا ہے؟ کچھ نہ پوچھئے...! ٹیڈپولز کی خوش قسمتی، بارش کا سیلابی پانی ان متروک پانی سے باہر تڑپتی ٹیڈپولز کو اکثر بہا کر بڑے جوہڑ میں لے جاتا!

لڑکپن کے گزرنے کے ساتھ میری اور دوسرے بچوں کی دلچسپیاں تو بدل گئیں، مگر محمد شریف کی دلچسپی ٹیڈپولز میں قائم رہی، اور وہ کسی بڑے شکار کی تلاش میں رہا۔ اُس کے والد میڈیکل ڈاکٹر تھے، قدرتی طور پر اُن کی خواہش تھی کہ اُن کا بیٹا بھی ان کا پیشہ اختیار کرے۔ تابعدار بیٹے نے والد کی خواہش پوری کرنے کی کوشش کی، مگر شومئ قسمت میڈیکل میں جانے کے لئے کڑی شرائط تھیں، داخلہ کے امتحان میں فزکس کا مضمون شامل تھا، جسے سمجھنے کے لئے حساب میں دسترس ضروری تھی۔ اور یہ لڑکا حساب میں کمزور تھا۔ البتہ محمد شریف کی بیالوجیکل سائنس میں دلچسپی زیادہ تھی، اس مضمون میں ماسٹر کے امتحان کے مقالے میں انہیں یونیورسٹی نے سونے کا تمغہ عطا کیا!

اور ہاں ایسا لگتا ہے ٹیڈپولز کی خوش قسمتی، محمد شریف کا دیر سے انتظار کر رہی تھی، اس کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے عنوان میں آپ کو مینڈک اور ٹیڈپولز نظر آئیں گی: "بوفوسٹومیٹ یکس (یعنی سندھ ویلی مینڈکی) اور دوسرے جل تھلیوں کی ٹیڈپولز کی خوراک اور نظام انہضام کا تقابلی جائزہ"۔

خدا لگتی کہتا ہوں، مجھے ایک نوجوان کا مینڈکوں کے پیچھے پھرتے رہنا مضحکہ خیز سا لگتا ہے، دوست بھی مذاق اُڑاتے مگر محمد شریف کو اس کی رتی بھر بھی پروا نہیں تھی۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے، ملکی آمد کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے، گرم ملک ہونے کے باعث کئی اقسام کے کیڑے مکوڑے فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، جو مینڈکوں، خزندوں اور سانپوں کو خوراک مہیا کرتے ہیں، یہ کیڑے مکوڑوں سے فصلات کی حفاظت کا ایک سستا قدرتی علاج ہے، شاید ڈاکٹر خان نے اپنے مقالے کے لئے اس موضوع کو اسی لئے چنا ہو؟

ڈاکٹر خان کہتے ہیں نقصان رساں کیڑوں مکوڑوں اور دوسرے جانوروں کا تدارک خزندوں کے ذریعے کرنا سستا تو ہے مگر خطرے سے خالی نہیں۔ پاکستان میں خوش قسمتی یا بد قسمتی سے قریباً 76 اقسام کے سانپ پائے جاتے ہیں، جو فصلوں اور سٹور شدہ غلے کو نقصان پہنچانے والے کیڑے مکوڑوں اور چوہوں چھچھوندروں کا شکار کرتے ہیں۔

لیکن بد قسمتی سے ان سانپوں میں 9 اقسام زہریلی ہیں اس کے علاوہ ایک مگرمچھ کی قسم پائی جاتی ہے جو خوش قسمتی سے پاکستان میں بہت کم اور معدوم ہو رہی ہے۔

پاکستان میں ہر سال زہریلے سانپوں کے کاٹنے سے قریباً 8,900 حادثات ہوتے ہیں۔ جو عام طور پر رات کے اندھیرے میں ہوتے ہیں، جس وقت کسان اپنی باری پر اپنے کھیتوں کو پانی دے رہے ہوتے ہیں، یا موسم برسات میں جب سانپوں کے بل پانی سے بھر جاتے ہیں اور سانپ گھروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوتے ہیں اور مکینوں کو ڈس لیتے ہیں۔

اعزازات

ڈاکٹر خان کی ساری عمر خزندوں کے مطالعہ میں گزری، ان کا مذہبی فریضہ انہیں احمدیہ کمیونٹی کے مرکز ربوہ، (پاکستان) لے گیا، جہاں انہیں کالج میں بیالوجی کے لیکچرر کے فرائض سونپے گئے۔ ہو سکتا ہے کوئی اس تقرری کو ایک پڑھے لکھے شخص کی تنزلی خیال کرے، مگر میں نے ایسی تقرریوں کے بارے میں کبھی کسی احمدی کے منہ سے ناشکری کا کلمہ نہیں سُنا۔ میرے خیال میں ڈاکٹر خان کے شاگرد خوش قسمت تھے جنہیں اتنا محنتی اور پڑھا لکھا استاد ملا!

ڈاکٹر خان کو پاکستان زوآلوجیکل سوسائٹی کی طرف سے دو اعزازات سے نوازا گیا:

سال 2002ء کے لئے زوآلوجسٹ فار دی ائیر کا ایوارڈ دیا گیا۔

سال 2014ء میں لائف اچیومنٹ کی شیلڈ پیش کی گئی۔

سانپ اور مذہب

آپ حیران ہوتے ہوں گے میں اس ماہر خزندات کے مختلف موضوعات پر خیالات جاننے میں کیوں دلچسپی لے رہا ہوں؟ دراصل میں ذاتی اور علمی باتوں کے علاوہ ڈاکٹر خان سے مذہب اور سانپ کے موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا۔ عوام الناس تو سانپ سے اس کے مضرّت رساں ہونے کے باعث ڈرتے ہیں، جبکہ مذہبی لوگ سانپ کو بُرا اور شیطان کے مترادف خیال کرتے ہیں۔

ڈاکٹر خان کے مطابق عوام الناس میں سانپ کا یہ ڈر دراصل سانپ کے بارے میں غیر مسلموں کی مشہور کردہ کہانیوں کی وجہ سے ہے۔ جیسے بائبل کی کتاب Genesis میں ذکر ہے۔" شیطان نے سانپ کا روپ دھار کر حوّا اور آدم کو ورغلا کر ممنوعہ پھل کھانے کی ترغیب دی" یہ واقعہ یقیناً ہولناک ہے، جس سے دل میں سانپ کے متعلق ڈر اور نفرت پیدا ہونا قدرتی ہے۔

اپنی بات کے حق میں ڈاکٹر خان نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ بیان کیا، جو کچھ یوں ہے:

"ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک غار میں تشریف فرما تھے اور سورہ المرسلات نازل ہو رہی تھی... ناگہاں ایک سانپ وہاں آ گیا۔ کچھ صحابہ اسے مارنے کے لئے کوئی چیز ڈھونڈنے لگے، اس عرصے میں سانپ پتھروں میں گُم ہو گیا۔ نبی کریم متوجہ ہوئے، اور کہا "ٹھہرو ٹھہرو! اسے نہ مارو، اس نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا، تُم اسے مارنے پر کیوں تُلے ہو!" (بخاری: کتاب 20 حدیث نمبر 5553)

اس طرح کے دوسرے اقوال دوسرے ضرر رساں جانوروں کے بارے میں اسلامی لٹریچر میں ملتے ہیں، کہ ضرر رساں جانوروں سے دور رہو، انہیں کمر باندھ کر مارتے نہ پھرو!

یہ خیالات ڈاکٹر خان کے ہیں، میرا اس بارے کوئی مطالعہ نہیں...شاید ڈاکٹر کی سانپوں میں دلچسپی کی وجہ یہ ہی اقوال ہوں؟

ڈاکٹر خان آجکل پاکستان سے ریٹائر ہو کر نقل مکانی کر کے امریکہ میں ریاست پینسلوینیا میں رہ رہے ہیں۔ میں نے مزاحاً پوچھا: "آپ ایک سانپوں سے مبرّا ملک میں رہتے ہوئے بور تو نہیں ہو جاتے؟" کچھ توقف کے بعد بولے: "میں پہلے دو سال امریکہ میں ریاست فلوریڈا میں رہا ہوں، کیا آپ کو پتہ ہے اس ریاست کی جھیلوں میں دنیا کا سب سے بڑا اژدہا (Python Molurus) یعنی انڈین راک پائیتھن پایا جاتا ہے؟"

میں نے حیرانی کے عالم میں جب متعلقہ لٹریچر کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا، کسی نے یہ اژدہا ایشیا سے سینکڑوں میل دور امریکہ میں لا کر ان جھیلوں میں چھوڑا ہو گا (؟) یہ ہو نہیں سکتا قدرتی طور پر یہ اژدہا خود سے ایشیا کے بعد اتنی دور ان جھیلوں میں پایا جاتا ہو، یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، یہ ایک معمہ ہے۔ بہر حال اب یہ موذی سانپ جھیلوں میں قدرتی حیات کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ گورنمنٹ کی تمام تر کوششیں اس موذی سے چھٹکارا پانے میں اب تک بے ثمر رہی ہیں۔

آخر بحث کو سمیٹتے ہوئے میں نے کہا "چلو ڈاکٹر ٹھیک ہے، جو کچھ آپ کا مذہب سانپ کے بارے میں کہتا ہے، لیکن سچ کہوں سانپوں میں 'کوبرا' سانپ خطرناک ترین سانپ ہے، ہر کوئی اس سے ہراساں ہے"!

جواب ملا: "ہاں، کوبرا ایک جُرأت مند سانپ ہے، کیا آپ کو پتہ ہے اس سانپ نے کبھی خود بخود کسی کو نہیں کاٹا"!

اب یہ بات آگے نکلتی جا رہی تھی، میں نے کہا، "سب جانتے ہیں یہ سانپ ذہین اور کینہ پرور ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر نے جواب دیا: "ہاں، مگر جب اسے خطرہ محسوس ہو اُس وقت اپنے بچاؤ میں حملہ آور ہوتا ہے۔ اگر کوئی دیکھے آگے کوبرا رستہ روکے کھڑا ہے، اور رستہ بدل لے، تو یہ بھی وہاں سے ہٹ جائے گا، تم اپنے کام سے کام رکھو، میں اپنے کام سے کام"!

اس مختصر ٹیلی فونک انٹرویو سے میں نے سانپوں سے متعلق ڈاکٹر خان سے بہت کچھ معلوم کیا، مگر حیران ہوں اس خوش و خرم عمر رسیدہ سائنسدان نے مجھے احمدی مسلمانوں کے اپنے دشمنوں کے بارے میں اپنے رویے سے متعلق کچھ نہیں بتایا!

سانحہ ارتحال

مکرم راشد محمد الہ دین صاحب ولد سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب 12اپریل2022ء کو سائیو سیٹ (Syosset) نیویارک میں وفات پاگئے، انا للہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ30ستمبر1937ء کو سکندرآباد، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام فیض النساء الہ دین تھا۔ آپ محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے پوتے تھے۔ آپ 1960ء میں امریکہ تشریف لائے اور 1968ء سے لانگ آئی لینڈ، نیویارک میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے 1987ء تا2007ءبطور تبلیغ سیکرٹری، نیویارک اور لانگ آئی لینڈ جماعت خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو کچھ عرصہ بطور اسسٹنٹ نیشنل تبلیغ سیکرٹری خدمات کی بھی توفیق ملی۔
آپ تبلیغ کا بہت جوش رکھتے تھے اور ریٹائرمنٹ کے بعد خود کو اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ نے کتاب By God(خدا کی قسم) کے ترجمہ اور پرنٹنگ کے اخراجات ادا کیے۔ مرحوم باقاعدگی سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہوتے تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی تبلیغی مساعی بیان کرتے۔
مکرم راشد محمد الہ دین صاحب کی شادی مربی سلسلہ خلیل احمد ناصر صاحب کی بیٹی محترمہ خلت ناصر صاحبہ سے 1968ء میں ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو 3بچوں سے نوازا: مکرم عرفان الہ دین، مکرم رضوان الہ دین صدر جماعت لونگ آئی لینڈ اور مکرمہ رابعہ چودھری صاحبہ اہلیہ محمد احمد چودھری صاحب صدر جماعت سلی کان ویلی۔

مکرم بشیر احمد صاحب، نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم بشیر احمد صاحب، (ڈیٹن)23 اپریل 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم جنوری1927ءمیں Frogtown, Kentucky میں پیدا ہوئے اور گزشتہ 65سال سے ڈیٹن میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے1960ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ جماعت کے بہت مخلص اور سرگرم رکن تھے۔ آپ مربیانِ سلسلہ اور جماعتی عہدیداران کے ساتھ بہت عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کو جماعت میں بطور سیکرٹری سمعی بصری، سیکرٹری جائیداد اور نائب صدر جماعت ڈیٹن خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے چھ بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ، مکرم محمد اسلم ناصر (آسٹریلیا) نے اطلاع دی ہے کہ 13مئی، 2022ء کو پاکستان میں ہماری پیاری والدہ حمیدہ بیگم زوجہ محمد اسحاق انور مرحوم (واقف زندگی) وفات پا گئی ہیں۔ ہماری والدہ کی عمر 90 سال تھی ہم 5 بھائی ہیں سب سے بڑے ڈاکٹر محمد اسلم ناصر آسٹریلیا میں مقیم ہیں دوسرا نمبر خاکسار محمد اشرف طاہر ربوہ کا ہے۔ تیسرے نمبر پر محمد اکرم خالد (کیمیکل انجینئر) ہیں والدہ صاحبہ عرصہ 30 سال سے انہی کے ساتھ امریکہ میں رہائش پذیر تھیں اکرم صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر طاہرہ خالد صاحبہ نے دل کی گہرائی سے والدہ کی خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ چوتھے بیٹے محمد افضل صادق (MSc Math) نیوزی لینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ اور ان سے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر محمد امجد طارق سڈنی آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔ والد صاحب نے 1971ء میں وفات پائی تھی۔ بیوگی کا وقت والدہ نے نہایت صبر اور تقویٰ سے گزارا۔ اپنے بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم میں اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے انتھک جدوجہد کی اور غربت کا وقت نہایت حوصلہ اور صبر کے ساتھ گزارا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ والدہ نے غربت کے وقت میں صدقہ کا گوشت یا صدقہ کی رقم کبھی نہیں لی تھی۔ پانچ وقت کی نمازی تھیں۔ تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی تھی۔ خلافت سے محبت ان کی زندگی کا لازمی حصہ تھی۔ ہمیشہ خلافت کی اطاعت کی نصیحت کرتی تھیں۔ 1947ء کی ہجرت کے واقعات اکثر میرے ساتھ شیئر کرتی تھیں اور قادیان کی بہت سی باتیں بھی یاد تھیں۔ کبھی کسی رشتے دار سے ناراضگی نہ رکھتی تھیں عید کے موقع پر خود پہلے تمام رشتہ داروں کے گھر جا کر عید مبارک کا پیغام دیتی تھیں۔ تمام بہوؤں کے ساتھ ایک احترام کا رشتہ قائم تھا۔ کبھی کسی بہو یا رشتہ دار کی برائی نہیں کرتی تھیں۔ تمام رشتہ داروں اور دوست احباب سے والدہ کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد اشرف طاہر)

مکرمہ ریحانہ لطیف صاحبہ اہلیہ عبدالرحیم لطیف صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت اور وقف جدید نو مبائعین 26مئی2022ء کو وفات پا گئی ہیں, اناللہ وانّاالیہ راجعون۔ 27مئی کو مسجد بیت الہادی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ 28مئی کو فارسٹ گرین پارک قبرستان، نیوجرسی میں مرحومہ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور نیک خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

جہاد بالقلم کی تحریک

النور کے منیجمنٹ بورڈ کے صدر مکرم انور خان صاحب نے ایک ای میل کے ذریعے صدر لجنہ یو ایس اے کو مجلّہ النور کے لیے مضامین لکھوانے کے بارے میں تحریک کی۔ جس پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے نے سیکرٹری صاحبہ شعبہ تعلیم کو خواتین سے متعلقہ موضوعات پر لکھوانے کی ذمہ داری دی۔ خواتین کے مقام، کردار، ذمہ داریوں اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے حقیقی اسلامی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے، ہمیں ان متنوع مضامین کے بارے میں مستند حوالوں کے ساتھ اچھے مضامین لکھنے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ ہمیں اس تحریک کے نتیجے میں مضامین موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

درجِ ذیل عناوین کے علاوہ بھی لکھنے والے مفید اور دلچسپ موضوعات پر مضامین لکھ کر بغرض اشاعت بھجوائیں اس سے مجلہ کا معیار بلند ہو گا، ان شاءاللہ۔

1. عورتوں کے حقوق از روئے قرآن
2۔ پردہ۔ کیوں، کیسے، کب، کہاں، پردہ کے عظیم فوائد
3. حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ یورپ ایک دن اسلامی پردے کی خوبیوں کو اپنائے گا۔ جس کی ایک مثال سویڈن میں نظر آئی ہے جہاں موسیقی کے تہواروں میں مردوں اور عورتوں کو الگ بٹھایا گیا اس واقعہ کا ذکر حضور انور ایدہ اللہ نے بھی کیا ہے۔
4. مسلم خواتین کے لیے تعلیم کے مواقع وسیع ہیں، مثالیں ہمارے پیارے امام نے پیش کی ہیں۔
5. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، خلفائے راشدینؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام کی زندگی سے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات اور ارشادات
6. "نصف دین عائشہؓ سے سیکھو" کا کیا مفہوم ہے؟
7. عورتوں کے لیے دو اور مردوں کے لیے ایک گواہی کیوں مقرر ہے؟ افسانہ یا حقیقت؟
8. کن حالات میں مرد اپنی بیوی کو مار سکتا ہے؟ اس میں حکمت کیا ہے؟
9. کیا عورت کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا؟
10. مرد کو خاندان پر قوام کیوں بنایا گیا ہے؟ کیا عورت زندگی کے کسی موڑ پر قوام ہو سکتی ہے، اگر ہاں تو کب؟
11. کیا بچوں کی تربیت صرف خواتین کی ذمہ داری ہے، اگر نہیں تو مرد کا کیا کردار ہے؟
12. کیا عورت کام کر سکتی ہے اور اپنے لیے پیسے بچا سکتی ہے بغیر مرد کی شراکت کے؟
13. وراثت کے قوانین کیا ہیں اور وہ دوسرے مذاہب یا سیکولر تنظیموں سے کیسے ممتاز ہیں؟
14. اُمہات المومنینؓ کی سیرت
15. حضرت اماں جانؓ کی سیرت
16. سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں اسلام میں عظیم خواتین اسکالرز
17. دنیا میں احمدی خواتین کی بنائی ہوئی مساجد
18. خواتین کے اسلام قبول کرنے کی کہانیاں
19. خواتین کے حقوق کا موازنہ پانچ مغربی ممالک میں اسلام کے ساتھ کیا جاتا ہے
20. میڈیا کا صحیح استعمال

جزاکم اللہ احسن الجزا

تقریب آمین

مکرم ظفر سلیم صاحب ملواکی سے لکھتے ہیں:

مورخہ 24اپریل 2022ء کو میری بیٹی ماھین سلیم نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ قرآن کریم کا کچھ حصہ مکرم ظفر سرور صاحب مربی سلسلہ نے سنا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تقریب آمین

مکرم قدرت اللہ ایاز صاحب ملواکی سے لکھتے ہیں:

مورخہ 23اپریل 2022ء کو میری بیٹی اِشل ایاز نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ قرآن کریم کا کچھ حصہ مکرم ظفر سرور صاحب مربی سلسلہ نے سنا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اعلان ولادت

مکرمہ فوزیہ منصور صاحبہ امریکہ سے اطلاع دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہماری بیٹی مکرمہ حانیہ سلام اہلیہ مکرم ڈاکٹر کامل سلام (اوہائیو) کو 6/اپریل 2022ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے، الحمدللہ۔

بچی کا نام از راہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مفلحہ سلام تجویز فرمایا ہے یہ بچی مکرم ڈاکٹر سلام ملک صاحب اور مکرمہ ندرت ملک صاحبہ (کولمبس) کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی (ڈیٹرائٹ) کی نواسی ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ بچی سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک، خادمہ دین اور باعمر ہو۔ آمین۔

النور کی ڈاک

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ہمیں ہر شمارے سے متعلق اپنی آراء اور تجاویز بھجوائیں جس سے مجلہ کا معیار بہتر بنانے میں مدد ملے گی، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ شمارہ النور اپریل 2022ء کی بابت ہمیں درج ذیل پیغامات موصول ہوئے:

محترم مبارک احمد عابدؔ صاحب:

رمضان کے مہینے میں یہ مبارک اور عمدہ کاوش ہے

محترم ہدایت اللہ ہادی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ احمدیہ گزٹ، کینیڈا

ماشاء اللہ زبردست۔ مضامین کا بہت عمدہ انتخاب ہے۔ منظوم کلام بھی دلچسپ ہے۔ صادق صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ ہمارے کالج کے زمانہ کے دوست ہیں۔ مجھ سے سینئر تھے۔ نوشی کی وفات سے قبل ہم آئے تھے تو انہوں نے دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنا مجموعہ کلام متاع دل عطا فرمایا تھا۔ بہت نفیس آدمی تھے۔ اللہ غریق رحمت کرے۔ طالب دعا ہادی عفی عنہ

محترمہ مبارکہ وسیم صاحبہ (جارجیا):

مارچ کا النور ملا۔ بہت اعلیٰ۔ اور شاندار۔ اعلیٰ پائے کے مصنفین اور انکی بہترین نگارشات پڑھنے کو ملیں۔ دینی معلومات میں اضافہ۔ اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ خواتین کی تعلیم وتربیت کے بارے تفصیلی احکامات معلوم ہوئے۔ اور آن لائن دیکھ کر تو اور بھی لطف آیا۔ میں نے اپنے چار گروپس یعنی تقریباً چالیس لوگوں کو بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ ساری مینجمنٹ اور لکھنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

محترمہ برکت ناصر صاحبہ (کراچی):

جزاک اللہ احسن الجزاء۔ پھر میرے شہر میں پہلے سی اذاں ہونے دو۔

بہت عمدہ واعلیٰ مضمون، سچی اور کھری باتیں!!! تباہی کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں۔

محترمہ امتہ الباری صاحبہ کی نظم بھی لاجواب ماشاءاللہ بہت عمدہ۔

محترمہ فوزیہ منصور صاحبہ (ڈیٹرائیٹ):

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

النور کا تازہ شمارہ پڑھنے کو ملا۔ رمضان المبارک کی مناسبت سے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے خطبات میں سے انتخاب بہت اچھا ہے۔

اسی طرح نصیر احمد قمر صاحب کا مضمون معلوماتی ہے۔ مکرم شمشاد ناصر صاحب کا تربیتی مضمون اسلامی تعلیمات کے بارے میں وقت کی ضرورت ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے اندر بہت وزن رکھتی ہیں اور ان کو وقتاً فوقتاً لوگوں کے فائدے اور علم کے لئے بیان کرتے رہنا چاہئے۔

شاعری کا انتخاب بھی بہت عمدہ ہے خاص طور پر حضرت ڈاکٹر اسمٰعیل صاحبؓ کی نظم اور محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ کا کلام نیا اور منفرد ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو بہترین اجر عطا فرمائے (آمین) جزاک اللہ احسن الجزاء

کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1
- ☐ براہینِ احمدیہ چہار حصص

جلد نمبر 2
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمہِ چشم آریہ
- ☐ شحنۂ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3
- ☐ فتحِ اسلام
- ☐ توضیحِ مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5
- ☐ آئینہ کمالاتِ اسلام

جلد نمبر 6
- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃالاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُالقرآن

جلد نمبر 7
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُالبُشریٰ

جلد نمبر 8
- ☐ نُورُالحق دو حصّے
- ☐ اتمامُ الحُجّۃ
- ☐ سِرُّالخلافۃ

جلد نمبر 9
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاءُالحق
- ☐ نورُالقرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11
- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر 12
- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

جلد نمبر 13
- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر 14
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقۃُ المہدی

جلد نمبر 15
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفہ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16
- ☐ خطبۃالہامیۃ
- ☐ لُجّۃُالنُّور

جلد نمبر 17
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18
- ☐ اعجازُالمسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19
- ☐ کشتیٔ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہبُ الرحمان
- ☐ نسیمِ دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20
- ☐ تذکرۃُالشّہادتین
- ☐ سیرۃُالابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21
- ☐ براہینِ احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22
- ☐ حقیقۃُالوحی
- ☐ اَلاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23
- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2022ء

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
یکم جنوری۔ہفتہ	نئے سال کا پہلا دن	وفاقی تعطیل	
8۔9 جنوری، ہفتہ اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں، ریویو اور منصوبے	لوکل، تنظیمیں	جماعت
9 جنوری، اتوار، 5 بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)	تربیت ویبینار (Webinar)	
14۔16 جنوری، جمعہ تا اتوار	انصار لیڈر شپ کانفرنس	تنظیمیں، نیشنل	ڈیلس، ٹیکساس
15۔16 جنوری، ہفتہ۔اتوار	خدام الاحمدیہ ناظمین اطفال ریفریشر کورس	تنظیمیں، نیشنل	مسجد بیت الرحمٰن
17 جنوری، پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے	تین دن وفاقی تعطیل	
23 جنوری، ہفتہ 6 تا 8 شام	ایک دوسرے کے لباس	نیشنل رشتہ ناتا	ویبینار (Webinar)
5۔6 فروری، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
13 فروری، اتوار	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار (Webinar)
12۔13 فروری، ہفتہ اتوار	دوسرا ریفریشر کورس، دارالقضاء امریکہ	قضاء امریکہ	مسجد بیت الرحمٰن
20 فروری، اتوار	مصلح موعود ڈے	لوکل	جماعت
21 فروری، پیر	پریذیڈنٹ ڈے (President's Day)	تین دن وفاقی تعطیل	
5۔6 مارچ، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
11۔13 مارچ، ہفتہ اتوار	ہیومینٹی فرسٹ، کانفرنس (HF Conf)	ہیومینٹی فرسٹ، امریکہ	ہیوسٹن، ٹیکساس
13 مارچ اتوار 5 بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار (Webinar)
20 مارچ اتوار	مسیح موعود ڈے	لوکل	جماعت
25-27 مارچ، ہفتہ تا اتوار	لجنہ مینٹرنگ (Mentoring) میٹنگ	تنظیمیں، نیشنل	اٹلانٹا، جارجیا
26 مارچ، ہفتہ	نیشنل طاہر اکیڈمی میٹنگ	نیشنل تربیت	مسجد بیت الرحمٰن
2۔3 اپریل، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 اپریل تا یکم مئی	رمضان	نیشنل جماعت	
10 اپریل، اتوار 5 بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار (Webinar)
2 مئی، پیر	عید الفطر	نیشنل جماعت	
7۔8 مئی، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
8 مئی اتوار، 5 بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار (Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار (Webinar)
15 مئی اتوار	اپنی تاریخ جانیئے، ۷:۳۰ تا ۸:۳۰ رات	نیشنل اشاعت	ویبینار (Webinar)
22 مئی اتوار	خلافت ڈے	لوکل	جماعت
27 مئی جمعہ	الیکشن نیشنل آفس ہولڈر، یو ایس اے	نمائندہ خلیفۃ المسیح	مسجد بیت الرحمٰن
28۔29 مئی، ہفتہ اتوار	مجلس شوریٰ جماعت امریکہ	نیشنل جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن
30 مئی پیر	میموریل ڈے (Memorial Day)	تین دن وفاقی تعطیل	
4۔5 جون، ہفتہ اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
12جون،اتوار5 بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
17-19جون،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ (عارضی تاریخ)	نیشنل جماعت	ہیرس برگ،پینسلوینیا
25۔26جون،ہفتہ اتوار	روحانی فٹنس(Spiritual Fitness)کیمپ	لوکل	جماعت
2۔3جولائی،ہفتہ اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
2۔4جولائی،ہفتہ تاپیر	آزادی کادن	تین دن وفاقی تعطیل	
9جولائی،ہفتہ	عیدالاضحیہ	نیشنل جماعت	
10جولائی،اتوار	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
15-17جولائی،ہفتہ اتوار	مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ نیشنل اجتماع	تنظیمیں،نیشنل	مسجد بیت الرحمٰن
23جولائی6تا 8 بجے شام	ایک دوسرے کے لباس	نیشنل رشتہ ناتا	ویبینار(Webinar)
29-31جولائی،جمعہ تااتوار	پریذیڈنٹس نیشنل ریفریشر کورس	نیشنل	بذریعہ زوم(zoom)
6۔7اگست،ہفتہ اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
13۔14۔اگست،ہفتہ اتوار	روحانی فٹنس(Spiritual Fitness)کیمپ	لوکل	جماعت
14۔اگست،اتوار ۵ بجے شام	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
21۔اگست	اپنی تاریخ جانیئے	نیشنل اشاعت	ویبینار(Webinar)
3۔5ستمبر،ہفتہ اتوار	لیبرڈے(Labor Day)	تین دن وفاقی تعطیل	
10۔11ستمبر،ہفتہ اتوار	خدام الاحمدیہ امریکہ شوریٰ	تنظیمیں،نیشنل	مسجد بیت الرحمٰن
16ستمبر،جمعہ	نیشنل تربیت میٹنگ	نیشنل تربیت	مسجد بیت الرحمٰن
16۔18ستمبر،جمعہ تااتوار	انصار شوریٰ اور نیشنل اجتماع	تنظیمیں،نیشنل	مسجد بیت الرحمٰن
18ستمبر،اتوار	اپنی تاریخ جانیئے،۷:۳۰تا۸:۳۰رات	نیشنل اشاعت	ویبینار(Webinar)
24ستمبر،ہفتہ	لجنہ امریکہ،عورتوں کے اسلام میں حقوق	تنظیمیں،نیشنل	مسجد بیت الرحمٰن
یکم۔اکتوبر،ہفتہ	لجنہ امریکہ،صد سالہ تقریبات	تنظیمیں،نیشنل	بذریعہ زوم(Zoom)
یکم،2۔اکتوبر،ہفتہ اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
16۔اکتوبر	اپنی تاریخ جانیئے	نیشنل اشاعت	ویبینار(Webinar)
9اکتوبر ہفتہ	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
10۔اکتوبر،پیر	کولمبس ڈے	تین دن وفاقی تعطیل	
21-23۔اکتوبر،جمعہ تااتوار	مجلس شوریٰ لجنہ اماءاللہ امریکہ	تنظیمیں،نیشنل	بذریعہ زوم(zoom)
22اکتوبر،ہفتہ شام6تا8	ایک دوسرے کے لباس	نیشنل رشتہ ناتا	ویبینار(Webinar)
5۔6نومبر،ہفتہ اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
13نومبر،اتوار شام5 بجے	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
24-27نومبر	تھینکس گونگ(Thanks Giving)	تین دن وفاقی تعطیل	
3۔4دسمبر،ہفتہ اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
11دسمبر،شام5 بجے	نیشنل تربیت ویبینار(Webinar)	نیشنل تربیت	ویبینار(Webinar)
23-25دسمبر جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ(عارضی تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو،کیلیفورنیا
25دسمبر،اتوار	کرسمس ڈے	وفاقی تعطیل	

جلسہ سالانہ

حضرت حافظ مختار احمد شاہ جہان پوریؓ

یہ تیری دِلکشی اَے جلوہ گاہِ حُسن کیا کہنا
جو آتا ہے بصد اخلاص مُشتاقانہ آتا ہے

چلے آتے ہیں آنے والے یوں قُربان ہونے کو
کہ جیسے شمع پر پروانہ بے تابانہ آتا ہے

تعلّق کیا، غرض کیا، واسطہ کیا، ہوشیاروں کو
یہ دیوانوں کی مجلس ہے یہاں دیوانہ آتا ہے

لگا ہے کوچۂ دلبر میں دیوانوں کا تانتا سا
کوئی دیوانہ آ پہنچا کوئی دیوانہ آتا ہے

اسیرِ عشق ہو کر سب تعلّق ٹوٹ جاتے ہیں
جو اِس مجلس میں آتا ہے آزادانہ آتا ہے

یہ مجلس ہے کہ ہے دیوانگانِ عشق کا مجمع
جدھر دیکھو نظر دیوانہ ہی دیوانہ آتا ہے